کَلِمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ

رسالہ منطق

من تصانیف

مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ ف ۱۳۳۷ھ

فاروقی کتب خانہ
بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
فون: 541809

كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ

رسالہ منطق

من تصانیف

مولانا حافظ عبداللہ غازی پوریؒ ف ۱۳۳۷ھ

ناشر

فاروقی کتب خانہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

فون: 541809

فہرست مضامین

مولانا امام خاں نوشہروی

استاذ الاساتذہ حافظ عبد اللہ غازی پوری

متوفی ۲۱ صفر ۱۳۳۷ھ = ۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء

جن کی ذات پر علم کو فخر اور عمل کو ناز تھا۔ تدریس جن کے دم سے زندہ تھی۔ اساتذہ جن پر اس قدر نازاں کہ حضرت شیخ الکل جناب میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے۔

"میرے درس میں دو عبد اللہ آئے ہیں۔ ایک عبد اللہ غزنوی دوسرے عبد اللہ غازی پوری"

جناب مستطاب استاذ الاساتذہ مولانا حافظ عبد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی ذات مستجمع الصفات جن مغتنمات میں سے تھی۔ اُس کا یہ بالکل مختصر مرقع ہے کہ آپ جس زمانہ میں مدرسہ احمدیہ آرہ میں تھے۔ روزانہ بانکی پور تشریف لے جاتے درس قرآن میں وکلا اور بیرسٹر حاضر ہونا اپنے لئے سعادت سمجھتے۔ تدریس کی ہمہ گیری کا کیا ذکر جس درس سے مولانا محمد سعید بنارسی جیسے کامل الفن مستفیض ہوئے۔ مولانا عبد النور صاحب (حاجی پوری مظفر پوری) جیسے ماہر نکلے۔ حضرت شاہ عین الحق جیسے صاحب علم وعمل نے جن سے استفادہ کیا۔ مولانا عبد السلام مرحوم (مبارک پوری) جیسے بزرگ نے جن کے سامنے زانوئے ادب تہ کئے۔ مولانا عبد الرحمٰن (مبارک پوری) صاحب "تحفۃ الاحوذی" نے جن سے اکتساب کیا۔ ایسے متبحر عالم کی تو مستقل سوانح حیات لکھنا چاہیئے تھی۔ چہ جائیکہ ان اوراق میں ان کے متعلق چند اشارات پر اکتفا کر لیا جائے۔

مرحوم کا مولد قصبہ مئو (ضلع اعظم گڑھ) ہے۔ اور سن ولادت ۱۲۶۰ھ ہے والدین بے حد نادار تھے۔ اس لئے کم سنی میں محنت و مزدوری بھی کرتے اور حفظ قرآن بھی۔ گویا

ہے مشق سخن جاری اور چکی کی مشقت بھی   اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

حافظہ قوی تھا۔ ۱۲ سال کی عمر تک قرآن حفظ کر لیا۔ فارسی اور عربی کی کتابیں مولوی قائم مئوی سے ہی پڑھیں۔ یہی زمانہ ہنگامہ غدر کا تھا۔ جس کی وجہ سے تمام اطراف واکناف ہند کے شرفاء در بدر مارے مارے پھرے اسی لپیٹ میں آپ کے والدین بھی آگئے۔ جنہوں نے

مئو چھوڑ کر غازی پور میں پناہ ڈھونڈی۔ سکون کے بعد غازی پور ہی کے مدرسہ "چشمۂ رحمت" میں داخل ہوئے۔ مولوی رحمت اللہ صاحب لکھنوی سے بقیہ درسیات پڑھیں۔ ذہن رسا تھا۔ یہ دور کتب سرسری نظر میں دیکھ ڈالا اور خود فرمایا کرتے کہ "اس دور میں شرح جامی، قطبی، کتب اصول، اور منطق کے چند اوراق پڑھے وہی کافی ہوگئے۔"

اس کے بعد "مدرسہ امام بخش" (جونپور) میں پہنچے۔ مفتی محمد یوسف مرحوم لکھنوی مدرس اعلیٰ تھے جو آپ کی ذہانت پر خوش رہے اور جملہ علوم رسمیہ سے جلدی فراغ حاصل ہوا اور حدیث جناب میاں صاحب سے پڑھی۔

تکمیل کے بعد غازی پور میں اس علم و فن کی تدریس و تلقین میں منہمک ہوئے جو اساتذہ فن دلدادیاں تقلید نے آپ کے ذہن نشین کر رکھا تھا برسوں اسی دھن میں رہے۔ نہ معلوم کس قدر طلبا آپ سے تقلید مذہب سیکھ کر لوٹے ہوں گے۔ اسی زمانہ میں مولوی علی نعمت عظیم آبادی اور مولانا محمد سعید بنارسی۔ چند طلبائے اہلحدیث کے ساتھ داخل درس ہوئے۔

ادھر عمل بالسنۃ کی برکتوں سے دل و دماغ دونوں بشاش، اُدھر تقلید کی نحوست سے قوت فکر تک معطل۔

بزم جاں میں اپنے اپنے کام پر ہیں حسن و عشق
اُن کے چہرے پر تبسم میرے دل میں ارتعاش

بات سے بات نکلنے لگی۔ ایک ایک مسئلہ پر گفتگوئیں۔ ایک طالب علم کی بحث ختم نہیں ہوئی۔ کہ دوسرا منتظر بیٹھا ہے۔ مولوی علی نعمت سوال پر سوال کر رہے ہیں کہ مولانا محمد سعید نے مناقشہ شروع کر دیا۔

نہیں معلوم کن کن مسئلوں پر بحث ہوتی ہے ملے گا آج پیر خانقاہ سے پیر میخانہ

یہ بحثیں آخر رنگ لائیں چنانچہ بنفسہ (مولانا حافظ عبداللہ صاحب) فرماتے ہیں۔

"یہ لوگ فقہ حنفی پر مناقشات کرتے۔ اور تحقیق کا پہلو ڈھونڈتے تھے میں اس سے پہلے کئی بار فقہ و اصول فقہ پڑھ چکا تھا۔ پہلے تو میں اسی قدیم روش کے مطابق جیسے کوئی ادھار کھائے بیٹھا ہو۔ خواہ مخواہ ہر ایک مسئلہ ہر ایک بات ہر ایک اصول۔ اگرچہ وہ تحقیق سے گرا ہوا

ہو۔ جواب دیتا رہا۔ پھر میں نے سوچا کہ جو بات تحقیق سے گری ہوئی ہے۔ خواہ مخواہ اس کی تائید کرنا یہ تو عقل و عدل دونوں سے بعید ہے۔ اور احادیث سے متعلق یہ کہہ دینا کہ یہ شوافع کے موافق ہے اور یہ حنفیوں کے جیسا کہ عام دستور ہے۔ اور انہی نصوص سے جو ہمارے سامنے موجود ہیں ان اصول کو مستنبط کرتے۔ علاوہ بریں یہ اصول بھی اس لئے بنائے گئے ہیں۔ کہ ان سے کام لیا جائے پس ان خیالات کی وجہ سے خود بخود تقلید سے کنارہ کشی اور علم حدیث کی طرف توجہ ہوتی گئی۔

"انہی دنوں میں میں نے یہ خواب دیکھا۔ کہ ایک مقام میں اژدہام کثیر ہے۔ لوگ بکثرت چلے جا رہے ہیں اور مصافحہ کے لئے اس قدر اژدہام ہے۔ کسی نے کہا سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہیں لوگ آپ سے شرف مصافحہ حاصل کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک شخص اس اژدہام سے باہر نکلا۔ میں نے پوچھا۔ کیا تم نے شرف مصافحہ حاصل کر لیا ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں! میں نے کہا مہربانی سے وہ اپنا ہاتھ مجھے دے دو میں بھی مشرف ہو جاؤں۔ اور برکت حاصل کر لوں۔ اس نے ہمت دلائی۔ اور کہا کہ واسطہ کی کیا ضرورت ہے تم خود ہمت کر کے آگے بڑھو۔ اور اژدہام سے دل میں کچھ بھی ہراس نہ لاؤ۔ بلا واسطہ شرف مصافحہ حاصل کرو۔ چنانچہ اس کے ہمت دلانے پر آگے بڑھا۔ اور جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلا واسطہ مصافحہ اور برکت حاصل کی۔ اس پر میں نے اُس شخص کا جس نے ہمت دلائی تھی شکریہ ادا کیا۔ اور مجھے نہایت مسرت حاصل ہوئی۔ بیدار ہوا۔ تو وہی مسرت وہی سماں دل میں باقی تھا۔"

اس خواب کی تعبیر میں نے یہ سوچی کہ اللہ سبحانہٗ نے مجھے بذریعہ اس خواب کے متنبہ فرمایا ہے۔ کہ عمل بالسنہ اور رسم حدیث اور تحقیق مسائل کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور خواہ مخواہ تقلید سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اس مسابقت سے جو کچھ پیش آیا اس کا تذکرہ یوں فرمایا کرتے۔

"جب عمل بالسنہ شروع کیا تو میں ان دنوں کوتوالی کی مسجد کا امام تھا۔ شہر میں بڑی عزت تھی۔ کہ مدرسہ چشمۂ رحمت میں مدرس تھا۔ مغرب کی نماز میں مسجد بازار کے اندر واقع ہونے سے بڑا اژدہام ہوا کرتا۔ میں نے نماز میں بلند آواز سے آمین پکاری تمام مقتدی بہرے

پیچھے سے ہٹ گئے۔ اور مجھے سخت سُست بولنے لگے۔ مگر میں نے اپنی نماز اسی اطمینان سے ختم کی۔ اگرچہ لوگوں نے زبان درازیاں کیں۔ مگر کوئی ضرر نہ پہنچا سکا۔ جناب مولوی رحمت اللہ صاحب بانی مدرسہ "چشمۂ رحمت" (مذکور) بڑے سنجیدہ اور تجربہ کار آدمی تھے۔ جب تک وہ حیات رہے برابر میری تائید فرماتے رہے۔

ترک تقلید واختیار سنت کے لئے ان مکاشفات کے بعد آپ حضرت میاں صاحب کے درس میں شامل ہوئے۔ جہاں سے تفسیر وحدیث کی تکمیل کے بعد اُسی مدرسہ "چشمۂ رحمت" غازی پور کے مدرس اعلیٰ کے رتبہ پر پھر فائز ہوئے (یا مدرسہ "چشمۂ رحمت" آپ کے مدرس اعلیٰ ہونے سے ممتاز ہوا) "چشمۂ رحمت" آپ کے مدرس اعلیٰ ہونے سے وہ سرچشمہ بن گیا کہ صدہا کوس سے طلبا اپنی تشنگی علم بجھانے کے لئے پہنچے یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان میں دیوبند اور فرنگی محل (لکھنؤ) صرف دو درسگاہیں مشہور تھیں۔ مگر چشمۂ رحمت غازی پور کی آبیاری بھی کم مفید نہ تھی۔

اسی زمانہ میں لکھنؤ میں صاحب مسند اعلیٰ مولانا ابوالحسنات عبدالحی مرحوم کا فیضان جاری ہے ادھر غازی پور میں حافظ صاحب کا "چشمۂ رحمت" ابل رہا ہے علم کے پیاسوں کے لئے کیسے اچھے موقع تھے۔

اس جگہ وہ لطیفہ بیان کرنا بے محل نہ ہوگا جو مولانا عبدالحی مرحوم اور صاحب ممدوح کے درمیان دربارۂ رفع الیدین ہوا۔ اور جو سنداً جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی سے منقول ہے فرماتے ہیں۔

"میرے برادر معظم حافظ صاحب کے تلامذہ میں ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ فاضل لکھنوی مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے ایک بار جناب حافظ صاحب سے پوچھا کہ آپ نے رفع الیدین عندالرکوع وعند رفع الراس من الرکوع کیوں اختیار کیا؟ جناب حافظ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ مولانا آپ بھی پوچھتے ہیں! یہ سن کر مولانا عبدالحی صاحب بالکل خاموش ہوگئے"۔[۲]

---

[۱] اخبار اہلحدیث امرتسر، ص ۱۶ بروایت مولانا عبدالسلام مرحوم مبارک پوری۔
[۲] اخبار اہلحدیث امرتسر جلد، ص ۱۶۸۔

خندہ سیفیر کی پرواہ نہ تھی مجھ کو کوئی — تم بھی ہنستے ہو میرے حال پر رونا ہے یہی

صاحب ترجمہ طلبا کو بڑے خلوص و محبت سے پڑھاتے اگر ان میں کسی کا سبق ناغہ ہوجاتا تو شب کو پڑھا دیتے تھے۔ بسا اوقات مدرسہ سے گھر آتے ہی یہ کمی پوری فرما دیا کرتے، چنانچہ ایک طالب علم کو "صدرا" کا اکثر حصہ اسی طرح پڑھایا۔

مولوی ابو النعمان عبدالرحمٰن مئوی سے روایت ہے "میں نے عرض کیا کہ جناب نے صدرا، قاضی مبارک اور ہدایہ کتنی مرتبہ پڑھائی ہوں گی فرمایا یاد تو نہیں ہے مگر ۳۰، ۴۰ مرتبہ سے کم کیا پڑھائی ہوں گی۔

علامہ مولانا شمس الحق صاحب "عون المعبود" نے چند علما کے مجمع میں یہ واقعہ بیان فرمایا کہ "میرے کتب خانہ میں ایک بہت پرانی کتاب منطق کی تھی عبارت کی پیچیدگی کے ساتھ مسائل منطقیہ کا بیان کچھ اس طرز سے تھا کہ بظاہر کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ جناب حافظ صاحب اتفاق سے ڈیانواں تشریف لائے میں نے وہ کتاب دکھا کر کہا کہ یہ تو چیستان معلوم ہوتی ہے۔ حافظ صاحب نے کتاب کے چند ورق الٹنے کے بعد فرمایا۔ کچھ نہیں مسائل وہی ہیں۔ عبارت ذرا پیچیدہ ہے اس کے ساتھ ہی آپ نے بعض مضامین کا مطلب عام فہم الفاظ میں بیان فرما دیا۔

مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور میں برسوں درس دیا۔ مگر شہر میں عوام کے رگ و ریشہ میں تقلید پیوست ہو چکی تھی۔ شمس العلما مولانا ابو الخیر کے والد مولوی شاہ امانت اللہ صاحب راہ رواں جادۂ سنت کے راستہ میں روڑے اٹکانا اپنی ودیعت سمجھتے تھے جس کی وجہ سے منجملہ دوسرے مصائب کے مساجد تک موحدین سے چھن گئیں۔ آخر مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی اور مولانا حافظ ابو محمد ابراہیم صاحب آروی کے اصرار پر مدرسہ احمدیہ آرہ کی قیادت منظور فرمائی۔ جہاں ۲۰ سال تک یہ چشمۂ رحمت جاری رہا۔ مگر جب وقت بانی مدرسہ احمدیہ آرہ) مولانا حافظ محمد ابراہیم اپنی عمر مستعار مالک حقیقی کے سپرد کر چکے تو حافظ صاحب (غازی پوری) کا قیام بھی آرہ میں نہ رہ سکا۔ دہلی کے فدایان کتاب و سنت جو بمصداق

دیرے منتظر ہوں میں بیٹھو نہ لیں حجاب میں
تاروں کی چھاؤں ہے در آمیرے دل خراب میں

چشم براہ تھے آپ کو دہلی لے آئے۔ یہاں آکر بھی وہی لیل و نہار، وہی پرانا طریق۔ یعنی ترویج کتاب و سنت کہ۔

صبح سے شام تلک ہاتھ سے چھٹتا نہیں جام ۔ چاہیئے اپنا تخلص کرے جامی ساقی

حوض والی مسجد (نئی سڑک) میں درس قرآن اس شغف سے شروع ہوا کہ اطراف تک شریک ہونے لگے۔ تشنگان علم دوسری کتابیں پڑھ کر اپنی پیاس بجھانے لگے۔ اس قیام میں بے شمار حضرات نے آپ سے استفادہ کیا۔ دہلی میں ۸ سال قیام رہا معمولات تدریس یہ تھے کہ صبح حوض والی مسجد (نئی سڑک) میں درس قرآن دیتے۔ ظہر تک مدرسہ ریاض العلوم (نزد جامع مسجد) میں اور بعد ظہر مدرسہ علی جان (متصل گھنٹہ گھر) میں پڑھاتے ترجمہ کے وقت قاری قرآن کی سعادت مولانا محمد یونس صاحب پرتاب گڑھی (دہلوی) کو نصیب ہوتی۔ علم کی یہ آبیاری ہو رہی تھی کہ لکھنؤ میں آپ کے عزیز خان بہادر ڈاکٹر عبدالرحیم موت کے پنجے میں پھنس گئے۔ جن کی تعزیت کے لئے آپ لکھنؤ تشریف لائے اور خانگی معاملات میں ایسے الجھے کہ دلی والوں کا نصیبا ہمیشہ کے لئے سو گیا۔

لکھنؤ کو بھی اپنے فیضان سے محروم نہ رکھا۔ ندوۃ العلماء کے جید طالب علم جن میں کچھ شامی طلاب بھی تھے۔ پڑھنے آتے۔ مگر لکھنؤ کا یہ سفر آپ کی عمر کا عہد آخر تھا۔ کہ یہیں واصل بحق ہوئے۔ نماز جنازہ شیخ محمد خلف شیخ حسین یمنی نے پڑھائی۔

مادۂ تاریخ وفات مولانا ابو النعمان عبدالرحمٰن آزاد مئوی (الاعظمی) نے بحسب حال و بموافق غربت نکالا، یعنی

"اصاب الغریب" و "فاز الغریب"

۱۳۳۷ھ ۱۳۳۷ھ

جماعت اہل حدیث نے آپ کے انتقال پر بہت صدمہ محسوس کیا ۱۹۱۸ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں آپ کے بے شمار نوحے و مرثیے شائع ہوئے۔ ان سب میں زیادہ مؤثر

الفاظ بنفس نفیس مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب (مدیر) کے قلم سے نکلے ہیں۔
"آہ! میری آنکھوں نے تیرے جیسا کامل عالم نہیں دیکھا سننے میں تو بہت آئے' آہ!
ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ
(اخبار اہلحدیث امرتسر)

حافظ صاحب مرحوم کے دیکھنے والے ابھی تک جماعت میں کئی اصحاب باقی ہیں جو مولانا امرتسری ممدوح کے ان الفاظ کی صداقت کے بدل قائل ہیں۔

تصانیف

ابراء اہل حدیث والقرآن۔ منطق (اردو) فصول احمدی (صرف میں) النحو (نحو میں) مقدمہ صحیح مسلم (عربی زبان میں) تسہیل الفرائض علم میراث میں، مگر ان میں سے بعض ابھی تک غیر مطبوع ہیں۔

تلامذہ

مولانا علی نعمت پھلواروی بہاری، مولانا محمد سعید بنارسی، حضرت شاہ عین الحق پھلواروی، مولوی محمد اسماعیل رسول آبادی۔

(جونپوری) الشقیقین مولانا عبدالرحمٰن دفاو حضرت مولانا عبدالمنان تقا (آپ کے حقیقی بھانجے) مولانا عبدالنور صاحب حاجی پوری۔ (مظفر پوری) مولوی عبدالوہاب پیغمبر پوری (جو ایک مدت کانپور تجارت کرتے رہے اور اب بمبئی اسی سلسلہ میں تشریف فرما ہیں۔)
مولانا عبدالستار کلانوری (دہلوی) مولانا حافظ محمد صدیق صاحب ساکن مُروَل (علاقہ ترہت بہار) آپ ایک مدت تک انجمن دعوۃ وتبلیغ پونہ میں منصب تبلیغ پر فائز رہے۔
مولانا محمد اصغر صاحب چھپروی (بہاری) سابق مدرس دارالحدیث رحمانیہ دہلی۔ مولانا پیر وارث حسن شاہ (کوڑہ جہان آبادی)۔ مشہور صاحب مسند وخلاف طریقہ حنفی المشرب
پروفیسر مولانا عبدالسلام مبارک پوری، صاحب تحفۃ الاحوذی مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری، مولانا ابوالنعمان عبدالرحمٰن صاحب آزاد مئوی الاعظمی، مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب جونپوری ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، جناب السید محمد داؤد صاحب غزنوی ابن امام صاحب حضرت السید عبدالجبار الغزنوی (امرتسری) مولانا ابوطاہر مرحوم سابق مدرس دارالحدیث رحمانیہ دہلی۔ مولانا محمد اسحاق آروی، مولوی محمد الدین جونپوری، مولانا فضل الرحمٰن صاحب تبسمر مدرسہ عالیہ کلکتہ،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منطق کی ضرورت اور منطق کی تعریف

آدمی کا ذہن بمنزلہ آئینے کے ہے۔ لیکن آئینے میں صرف مرئیات[۱] ہی کی صورتیں منعکس ہوتی ہیں۔ اور آدمی کے ذہن میں مرئیات و غیر مرئیات[۲] سب کی صورتیں مرتسم ہوتی ہیں۔ چیزوں کی صورتیں جو ذہن میں حاصل ہوتی ہیں۔ یہی علم کہلاتی ہیں۔

علم۔ اگر حکم (کسی خبر[۳] کو تسلیم اور قبول کر لینا یعنی اوسکو اس طرح باور کر لینا اور مان لینا کہ شک و انکار باقی نہ رہے) ہے تو تصدیق ہے۔ نہیں تو تصور ہے۔

ان خبروں (زمین گول ہے۔ عالم کو بقا نہیں) کا تسلیم و قبول کر لینا حکم و تصدیق ہے۔ اور ان خبروں کے اطراف (زمین۔ گول + عالم۔ بقا) اور ان اطراف کے درمیان کی نسبتوں کی صورتیں تصورات ہیں۔

---

[۱] مرئیات یعنے وہ چیزیں جن کا ادراک قوت باصرہ یعنے دیکھنے کی قوت کے ذریعے سے ہوتا ہے (روشنی و اقسام رنگ وغیرہ ۱۲)

[۲] غیر مرئیات یعنے مسموعات جن کا ادراک قوت سامعہ یعنے سننے کی قوت کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ (اقسام آواز) و مشمومات جن کا ادراک قوت شامہ یعنی سونگھنے کی قوت کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ (اقسام بو) و مذوقات جنکا ادراک قوت ذائقہ یعنے چکھنے کی قوت کے ذریعے سے ہوتا ہے (اقسام مزہ) و ملموسات جن کا ادراک قوت لامسہ یعنے چھونے کی قوت کے ذریعے سے ہوتا ہے (گرمی سردی۔ نرمی سختی وغیرہ) و معقولات جن کا ادراک بلا وساطت ان قوتوں کے ... عقل ہی سے ... ۱۲ عقل

[۳] خبر یعنے جملہ خبریہ مشہتہ ہو یا منفیہ ۱۲

جس میں ایسے اصول و قواعد منضبط کئے گئے جنکی پابندی سے انسان ذہن کی سوچ کی غلطی سے محفوظ رہ سکے۔

پس منطق اُس مجموعہ قوانین کا نام ہے جن سے انسان اپنے ذہن کی سوچ کی غلطی وصحت کی جانچ کر سکے۔

منطق کی ضرورت اور منطق کی تعریف تو جان چکے۔ اب منطق کا موضوع معلوم کرو۔

منطق کا موضوع

ہر ایک علم کا کوئی نہ کوئی موضوع ضرور ہوتا ہے جسکے احوال واحکام اُس علم میں بیان کئے جاتے ہیں منطق کے موضوع مُعَرِّف وحجت ہیں۔

ایسے معلومات تصوری جنکے ذریعے سے کسی مجہول تصوری کو معلوم کرلیں اُس مجہول کے مُعَرِّف کہلاتے ہیں۔

مثلاً لفظ۔ موضوع۔ مفرد کے معنی ہمیں معلوم تھے۔ ان کے ذریعے سے کلمہ کے معنی جو مجہول تھے معلوم ہو گئے۔

ایسے معلومات تصدیقی جنکے ذریعے سے کسی مجہول تصدیقی کو معلوم کرلیں اُس مجہول کے حجت ہیں۔

مثلاً یہ دو باتیں (۱ ضرب کلمہ ہے۔ ۲ سب کلمے مفرد ہیں) ہمیں معلوم تھیں انکے ذریعے سے ایک تیسری بات (کہ ضرب مفرد ہے) جو مجہول تھی معلوم ہو گئی

معرف کو قول شارح و تعریف۔ اور حجت کو دلیل و بیّنہ و شاہد بھی کہتے ہیں جب آدمی کسی مجہول تصوری یا تصدیقی کو معلوم کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے معلومات ذہنی میں غور کرتا ہے کہ کسطرح مجہول کو جان لے الفاظ سے اُسکو قطع نظر رہتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ لفظی مباحث سے منطقی کو کچھ سروکار نہین۔

لیکن چونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض مجہولات اُس کو ایسے پیش آجائین جنکو خود اپنے غور سے معلوم نہ کرسکے تو ضرورۃً اُسکو دوسرے سے مدد لینی پڑے گی اور وہ دوسرا اُسکو بتائیگا۔ اور یہ استمداد و امداد آخر کار لفظون ہی کے ذریعے سے ہوگی جو اپنے معانی پر دلالت کرین اسلئے منطقی کو بھی تھوڑی بحث دلالت اور اقسام الفاظ کے متعلق کرنی پڑی۔

دلالت

جب ایک چیز کے جان لینے سے دوسری چیز لزومًا جان لیجائے تو اول چیز کو دال۔ اور ثانی کو مدلول۔ اور اول چیز کے اس طرح پر ہونے کو دلالت[1] کہتے ہین۔

دال اگر لفظ ہے تو دلالت لفظی ہے ورنہ غیر لفظی۔

دلالت لفظی ہو خواہ غیر لفظی ہر ایک کی تین تین قسمین ہین۔ وضعی[2] طبعی[3] عقلی[4]۔

[1] یعنے اول چیز کے اس طرح پر ہونے کو کہ اُس کے جان لینے سے دوسری چیز لزومًا جان لی جائے"

[2] مثلًا کسی جگہ دھوان نظر آتا ہو تو اُس کے جان لینے سے آگ لزومًا جان لی جائیگی تو دھوئیں کو دال اور آگ کو مدلول اور دھوئیں کے اس طرح پر ہونے کو کہ اس کے جان لینے سے آگ کا جان لینا لازم آگیا دلالت کہیں

اگر دلالت بالوضع ہے۔ (یعنی اس جہت سے ہو کہ دال مدلول کے لئے وضع کر دیا گیا ہے یعنی مدلول کے ساتھ دال خاص و معین کر دیا گیا ہے) تو دلالت وضعی ہے۔

(لفظ ضَرَبَ کی دلالت اپنے معنے پر + نقش ضَرَبَ کی دلالت لفظ ضَرَبَ پر)
مثال دلالت وضعی لفظی ۱۲ — مثال دلالت وضعی غیر لفظی ۱۲

اور اگر دلالت بالطبع ہے (یعنی اس جہت سے ہو کہ جب مدلول طبیعت کو عارض ہوتا ہے تب طبیعت دال کو حادث کر دیتی ہے) تو دلالت طبعی ہے۔

(آہ آہ کی دلالت درد پر + تیزی نبض کی دلالت تپ پر)

اور اگر دلالت بالعقل ہے۔ (یعنے صرف عقل کے ذریعے سے ہے۔ وضع و طبع کو اُس میں کچھ دخل نہیں ہے۔) تو دلالت عقلی ہے۔

(آڑ سے سُنے ہوئے لفظ کی دلالت لافظ کے وجود پر + دُھوئیں کی دلالت آگ پر۔)

اگرچہ حسب بیان صدر دلالت کی چھ قسمیں ہوئیں۔ لیکن کار آمد تعلیم و تعلم میں صرف دلالت لفظی وضعی ہی ہے۔ لہذا منطقی کو اسی دلالت سے سرو کار ہے اور قسموں سے کچھ غرض نہیں۔

دلالت لفظی وضعی کی بھی تین قسمیں ہیں۔ مطابقی۔ تضمنی۔ التزامی۔

لفظ کی دلالت پورے معنے موضوع لہ پر دلالت مطابقی ہے۔

لفظ کی دلالت جزء موضوع لہ پر دلالت تضمنی ہے۔

لفظ کی دلالت موضوع لہ سے خارج شئی پر جو موضوع لہ کو ذہن میں (اس طرح) لازم ہو (کہ جب موضوع لہ ذہن میں آوے تو اُسکے ساتھ ہی وہ شئی بھی ذہن میں آجائے)

ف: دلالت وضعی لفظی دلالت وضعی غیر لفظی دلالت طبعی لفظی دلالت طبعی غیر لفظی دلالت عقلی لفظی دلالت عقلی غیر لفظی

ف: دلالت التزامی میں لزوم کا لزوم ذہنی سے شرط کیا گیا ہے کہ مدلول التزامی لفظ کے موضوع لہ سے ایسا تعلق رکھتا ہے نہ لفظ اُس کے لئے موضوع ہے نہ موضوع لہ کا جزء ہو تو اگر اس طرح کا موضوع لہ کو لازم بھی نہ ہو تو لفظ کے سننے سے مدلول التزامی کو سامع کیونکر سمجھ سکے گا ۱۲

ۓ کیونکہ ممکن ہے کہ کسی لفظ کے معنی بسیط ہوں یعنی جزو نہ رکھتے ہوں یا کسی لفظ کے معنی ایسے ہوں کہ اسکے لئے لازم ذہنی نہ ہو جو دلالت التزامی میں معتبر ہے یعنی ایسا لازم جو معنے موضوع لہ کے ساتھ ہی ذہن میں آتا ہو تو اول صورت میں دلالت مطابقی بغیر تضمنی کے پائی جائیگی اور دوسری صورت میں مطابقی بغیر التزامی کے

دلالت التزامی ہے۔

(لفظ شیر و حاتم و نوشیروان کی دلالت انکے پورے جسم و جان پر دلالت مطابقی ہے ✚ اور انکے ہر ایک عضو دسر ہاتھ. پانون پیٹ. پیٹھ. وغیرہ پر دلالت تضمنی ہے ✚ اور انکے بہادر، سخی. عادل ہونے پر دلالت التزامی ہی)

دلالت مطابقی بغیر تضمنی یا التزامی کے بھی پائی جاسکتی[۱] ہے اور تضمنی اور التزامی بدون مطابقی کے نہیں[۲] پائی جاسکتیں۔

اقسام لفظ

لفظ موضوع کی دو قسمیں ہیں. [۱]مفرد. [۲]مرکب۔

اگر لفظ موضوع کے جز کی دلالت معنے مقصود کے جز پر مقصود ہو تو مرکب ہے ورنہ مفرد۔

مفرد چار طرح کا ہوتا ہے [۱] خود لفظ ہی جز نہ رکھتا ہو (أ)[۲] [۲] معنے جز نہ رکھتے ہوں (اللہ) [۳] لفظ کا جز معنے مقصود کے جز پر دلالت نہ کرتا ہو (زید. عبد اللہ علم[۳]) دلالت مقصود نہ ہو (حیوان ناطق[۴] جب کسی آدمی[۵] کا علم ہو[۶])

مرکب مفید کو مرکب تام اور غیر مفید کو مرکب ناقص کہتے ہیں۔

---

[۲] ہمزۂ استفہام ۱۲

ۓ کیونکہ مطابق اصل متبوع ہو اور تضمنی اور التزامی اسکی فرع اور تابع اور فرع کا بدون اصل کے یا تابع کا بدون متبوع کے پایا جانا نا ممکن ہو کیونکہ ہو سکتا ہو کہ جز موضوع لہ یا خارج لازم موضوع لہ پر دلالت پائی جائے اور خود موضوع لہ پر دلالت نہ پائی جائے ورنہ تابع و فرع کا بدون متبوع و اصل کے پایا جانا لازم آجائیگا اور یہ محال ہے ۱۲ ۳ؔ عبد اللہ میں علم کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر علم نہ ہوگا تو مرکب غیر مفید یعنی مرکب ناقص کے اقسام میں سے مرکب تقییدی اضافی میں داخل اور اقسام مفرد سے خارج ہو جائیگا ۴ؔ آدمی کی قید اسلئے لگائی گئی کہ اگر حیوان ناطق اور کسی چیز کا علم ہوگا تو جز معنے مقصود کے جز پر دلالت باقی نہ رہے گی ۱۲ ۵ؔ علم کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر علم نہ ہوگا تو مرکب ناقص کے اقسام میں سے مرکب تقییدی توصیفی میں داخل اور اقسام مفرد سے خارج ہو جائیگا ۱۲

(۱) فی نفسہ یعنے اگر خصوصیت صدق وکذب متکلم اور خصوصیت مفہوم کلام سے قطع نظر کی جائے

مرکب تام۔ اگر فی نفسہ[۱] جھوٹ اور سچ کا احتمال رکھتا ہو۔ تو خبر و قضیہ کہلاتا ہے (گھوڑا اچھا جانور ہے۔ لوہا بڑے کام کی چیز ہے)
جس کو نحو مین جملہ خبریہ کہتے ہیں ۱۲

ورنہ انشا ہے۔
جسکو نحو میں جملہ انشائیہ کہتے ہین ۱۲

انشا گیارہ طرح کا ہوتا ہے۔ ۱ امر ۲ نہی ۳ استفہام ۴ تمنی ۵ ترجی ۶ عرض ۷ ندا ۸ دعا ۹ عقود ۱۰ قسم ۱۱ تعجب۔

مرکب ناقص میں اگر ایک جزو دوسرے کی قید ہو تو تقییدی ہے (زید کی کتاب۔ اچھا قلم) ورنہ غیر تقییدی (تر سٹھ۔ چونسٹھ۔)

مفرد اگر مستقل معنی رکھتا ہو تو اگر تین زمانون مین سے کسی زمانے پر بھی دال ہو تو کلمہ[۲] ہے۔ ورنہ اسم۔ اور اگر مستقل معنی نہ رکھتا ہو تو ادات[۳] ہے۔

اسم کی تین قسمین ہیں۔ ۱ علم۔ جو خاص شخص یا خاص چیز کے لئے موضوع ہو۔ (ادریس۔ عثمان۔ آرہ۔ غازی پور)

۲ متواطی۔ جو مفہوم کلی کے لئے موضوع ہوا ور اُس مفہوم میں اُسکے تمام افراد برابر ہون (آدمی۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ ہاتھی)

۳ مشکک۔ جو مفہوم کلی کے لئے موضوع ہو اور اُس میں اُسکے تمام افراد برابر نہون (سیاہی۔ سپیدی۔ شیرینی۔ ترشی۔ بلندی۔ پستی۔)

مفرد اگر متعدد المعنے ہو تو اگر ابتداءً ہر ایک معنے کے لئے موضوع

[۱] جھوٹ اور سچ دونوں کا احتمال رکھتا ہو یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ بعض خبریں بلحاظ خصوصیت صدق متکلم یا خصوصیت مفہوم کلام کے سچی ہی ہوتی ہیں جھوٹ کا ان میں احتمال نہیں ہوتا جیسے اللہ تعالیٰ یا اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبریں یا یہ خبر کہ آفتاب روشن ہے یا آسمان ہمارے اوپر ہے۔ اسی طرح بعض خبریں بلحاظ خصوصیت کذب متکلم یا خصوصیت مفہوم کلام کے جھوٹی ہی ہوتی ہیں سچ کا ان میں احتمال نہیں ہوتا جیسے یہ خبر کہ آفتاب سیاہ ہے یا آسمان ہمارے نیچے ہے تو اگر یہ قید نہ لگائی جائے تو ان دونوں قسموں کی خبریں تعریف سے خارج ہو جائیں گی اور خبر کی تعریف جامع نہ ہوگی ۱۲ منہ

[۲] جکو نحو میں فعل کہتے ہیں ۱۲ [۳] جسکو نحو میں حرف کہتے ہیں ۱۲

ل کیونکہ ممکن ہے کہ کسی لفظ کے معنی بسیط ہوں یعنی جز نہ رکھتے ہوں یا کسی لفظ کے معنی ایسے ہوں کہ اسکے لازم ذہنی نہ ہو جو دلالت التزامی میں معتبر ہے۔

دلالت التزامی ہے۔

(لفظ شیر و حاتم و نوشیروان کی دلالت انکے پورے جسم و جان پر دلالت مطابقی ہے + اور انکے ہر ایک عضو سر، ہاتھ، پانون، پیٹ، پیٹھ، وغیرہ پر دلالت تضمنی ہے + اور انکے بہادر، سخی، عادل ہونے پر دلالت التزامی ہے)

دلالت مطابقی بغیر تضمنی یا التزامی کے بھی پائی جاسکتی ہے[1] اور تضمنی اور التزامی بدون مطابقی کے نہین[2] پائی جاسکتین۔

اقسام لفظ

لفظ موضوع کی دو قسمین ہیں۔ [1] مفرد۔ [2] مرکب۔

اگر لفظ موضوع کے جز کی دلالت معنے مقصود کے جز پر مقصود ہو تو مرکب ہے ورنہ مفرد۔

مفرد چار طرح کا ہوتا ہے [1] خود لفظ ہی جز نہ رکھتا ہو (آ[3] ہمزۂ استفہام) [2] معنے جز نہ رکھتے ہون (اللہ) [3] لفظ کا جز معنے مقصود کے جز پر دلالت نہ کرتا ہو (زید۔ عبداللہ علم[4]) [4] دلالت مقصود نہ ہو (حیوان ناطق جب کسی آدمی[5] کا علم[6] ہو)

مرکب مفید کو مرکب تام اور غیر مفید کو مرکب ناقص کہتے ہیں۔

---

[1] یعنی ایسا لازم جو معنے موضوع لہ کے ساتھ ہی ذہن میں آتا ہو تو اول صورت میں دلالت مطابقی بغیر تضمنی کے پائی جائیگی اور دوسری صورت میں مطابقی بغیر التزامی کے

[2] کیونکہ مطابقی اصل و متبوع ہے اور تضمنی اور التزامی اسکی فرع اور تابع اور فرع کا بدون اصل کے یا تابع کا بدون متبوع کے پایا جانا ناممکن ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جز موضوع لہ یا خارج لازم موضوع لہ پر دلالت پائی جائے اور خود موضوع لہ پر دلالت نہ پائی جائے ورنہ تابع و فرع کا بدون متبوع و اصل کے پایا جانا لازم آئیگا اور یہ محال ہے

[3] [illegible]

[4] عبداللہ میں علم کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر علم نہ ہوگا تو مرکب غیر مفید یعنی مرکب ناقص کے اقسام میں سے مرکب تقییدی اضافی میں داخل اور اقسام مفرد سے خارج ہو جائے گا

[5] آدمی کی قید اسلئے لگائی گئی کہ اگر حیوان ناطق اور کسی چیز کا علم ہوگا تو معنے مقصود کے جز پر دلالت باقی نہ رہے گی

[6] علم کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر علم نہ ہوگا تو مرکب ناقص کے اقسام میں سے مرکب تقییدی توصیفی میں داخل اور اقسام مفرد سے خارج ہو جائے گا۔

(۱) فی نفسہ یعنے اگر خصوصیت صدق و کذب متکلم اور خصوصیت مفہوم کلام سے قطع نظر کی جائے

مرکب تام۔ اگر فی نفسہ[1] جھوٹ اور سچ کا احتمال رکھتا ہو۔ تو خبر و قضیہ کہلاتا ہے (گھوڑا اچھا جانور ہے۔ لوہا بڑے کام کی چیز ہے) جس کو نحو مین جملہ خبریہ کہتے ہیں ۱۲

ورنہ انشا ہے جسکو نحو میں جملہ انشائیہ کہتے ہین ۱۲

انشا گیارہ طرح کا ہوتا ہے۔ ۱ امر ۲ نہی ۳ استفہام ۴ تمنی ۵ ترجی ۶ عرض ۷ ندا ۸ دعا ۹ عقود ۱۰ قسم ۱۱ التعجب۔

مرکب ناقص میں اگر ایک جزدوسرے کی قید ہو تو تقییدی ہے (زید کی کتاب۔ اچھا قلم) ورنہ غیر تقییدی (ترسٹھ۔ چونسٹھ۔)

مفرد اگر مستقل معنی رکھتا ہو تو اگر تین زمانون مین سے کسی زمانے پر بھی دال ہو تو کلمہ[2] ہے۔ ورنہ اسم۔ اور اگر مستقل معنی نہ رکھتا ہو تو اداۃ[3] ہے۔

اسم کی تین قسمین ہیں۔ علم۔ جو خاص شخص یا خاص چیز کے لئے موضوع ہو۔ (ادریس۔ عثمان۔ آرہ۔ غازی پور)

۲ متواطی۔ جو مفہوم کلی کے لئے موضوع ہوا ور اُس مفہوم میں اُسکے تمام افراد برابر ہون (آدمی۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ ہاتھی)

۳ مشکک۔ جو مفہوم کلی کے لئے موضوع ہو اور اُس میں اُسکے تمام افراد برابر نہون (سیاہی۔ سپیدی۔ شیرینی۔ ترشی۔ بلندی۔ پستی۔)

مفرد اگر متعدد المعنے ہو تو اگر ابتداءً ہر ایک معنے کے لئے موضوع

[1] جھوٹ اور سچ دونون کا احتمال رکھتا ہو یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ بعض خبرین بلحاظ خصوصیت صدق متکلم یا خصوصیت مفہوم کلام کے سچی ہی ہوتی ہیں جھوٹ کا اُن میں احتمال نہیں ہوتا جیسے اللہ تعالیٰ یا اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبرین یا یہ خبر کہ آفتاب روشن ہے یا آسمان ہمارے اوپر ہے۔ اسی طرح بعض خبرین بلحاظ خصوصیت کذب متکلم یا خصوصیت مفہوم کلام کے جھوٹی ہی ہوتی ہیں سچ کا اُن میں احتمال نہیں ہوتا جیسے یہ خبر کہ آفتاب سیاہ ہے یا آسمان ہمارے نیچے ہے تو اگر یہ قید نہ لگائی جائے تو ان دونون قسمون کی خبرین تعریف سے خارج ہوجائیں گی اور خبر کی تعریف جامع نہ ہوگی ۱۲

[2] کلمہ کو نحو میں فعل کہتے ہیں ۱۲ [3] اداۃ جسکو نحو میں حرف کہتے ہیں ۱۲

ہو تو مشترک ہے۔ (چال۔ ڈھال۔ پال۔ دہار۔ چاندی۔ سونا۔ گھنٹہ۔ تکیہ۔ پالنا۔ جی۔)

ورنہ اگر اولاً ایک معنے کے لئے موضوع ہو اور کسی مناسبت (یعنے اگر ابتداءً ہر ایک کے لئے موضوع نہیں ہے) سے دوسرے معنے میں استعمال کیا جائے۔ تو اگر دوسرے معنے میں اسقدر مشہور ہو جائے کہ اول معنے میں استعمال کرنے کے لئے قرینہ درکار ہو تو منقول ہے۔ ورنہ اول معنے میں حقیقت اور ثانی میں مجاز ہے۔

(لفظ شیر۔ درندہ جانور میں حقیقت ہو۔ بہادر آدمی میں مجاز)

پھر منقول کی (ناقل کے اعتبار سے) تین قسمیں ہیں۔

شرعی۔ عرفی۔ اصطلاحی۔

ناقل اگر شارع ہو تو منقول شرعی ہے (صلٰوۃ[۲] و صوم[۳])

اور عرف عام (عام لوگ) ہو تو منقول عرفی ہے۔

(کوفتہ[۴]۔ تافتہ[۵]۔ مالیدہ[۶])

اور عرف خاص (خاص گروہ) ہو تو منقول اصطلاحی

(فعل[۷]۔ ضرب[۸])

مشترک میں (اپنے جس معنی میں مستعمل ہو) اور مجاز میں ایسے قرینے کا ہونا

---

(۱) چال کے دو معنے رفتار۔ طرز۔ ڈھال کے بھی دو معنے۔ سپر۔ نشیب۔ پال کے تین معنے۔ چھوٹا خیمہ۔ بادبان۔ خانہ رس پینے وہ میوہ جو گھر میں پکایا جائے۔ دہار کے دو معنے تلوار کی دہار۔ پانی یا دوسری سیال چیز کے قطرات کا سلسلہ۔ چاندی کے بھی دو معنے سیم۔ تانگ سر۔ سونا کے بھی دو معنے زر۔ خفتن۔ گھنٹہ کے بھی دو معنے۔ دن رات کا چوبیسواں جز۔ ناقوس۔ تکیہ کے بھی دو معنے۔ بالش۔ مقام فقیران۔ پالنا کے بھی دو معنے پرورش۔ گہوارہ۔ جی کے بھی دو معنے۔ دل۔ آپ۔ ۱۲

(۲) صلٰوۃ کے اصلی معنی دعا کے ہیں شارع نے نماز میں استعمال کیا اور شرع میں اسی معنے میں مشہور ہو گیا ۱۲

(۳) صوم کے اصلی معنے روک رکھنے کے ہیں شارع نے روزے میں استعمال کیا اور شرع میں اسی معنے میں مشہور ہو گیا ۱۲

(۴) کوفتہ کے اصلی معنے کوٹے ہوئے کے ہیں اب عام لوگ اُن گول کبابوں کو کہنے لگے جو گوشت کو کوٹ پیسکر بنا لیتے ہیں ۱۲

(۵) تافتہ کے اصلی معنے بٹے ہوئے کے ہیں اب عام لوگ اُس ریشمی کپڑے کو کہنے لگے جو ہندی میں چیولی اور عربی میں اِستبرق کہلاتا ہے ۱۲

(۶) مالیدہ کے اصلی معنے ملے ہوئے کے ہیں اب عام لوگ اُس کھانے کو کہنے لگے جو باہم روٹی اور گھی اور شکر ملا کر بنا لیتے ہیں ۱۲

(۷) فعل کے اصلی معنے کام کے ہیں اہل عربیت نے اُس مفرد لفظ میں استعمال کیا جو مستقل معنے رکھتا ہو اور تین زمانوں میں سے کسی زمانہ پر بھی دال ہو اور اصطلاح اہل عربیت میں اسی معنی میں مشہور ہو گیا ۱۲

(۸) ضرب کے اصلی معنے مارنے کے ہیں اہل حساب نے ایک خاص عمل حسابی میں استعمال کیا اور اُن کی اصطلاح میں اسی معنے میں مشہور ہو گیا ۱۲

ضرور ہے جس سے سامع خاص مراد قائل کی سمجھ جائے۔ منقول بھی اول معنے کے اعتبار سے مجاز میں داخل ہے۔

دو مفرد اگر متحد المعنے ہوں تو مُترادفین ہیں۔ (آدمی۔ مانس۔ چرسہ۔ چمڑہ) ورنہ مُتَبایِنین (آدمی۔ گھوڑا)

التصورات

کلی و جزئی

تصورات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ جزئی و کلی۔

ایسا تصور جسمین تعدد و شرکت کو عقل جائز نہیں رکھ سکتی (یعنے یہ تجویز نہیں کر سکتی کہ یہ ایک ذات سے زیادہ پر صادق آسکتا ہے) جزئی کہلاتا ہے (خالد۔ ولید۔ اس کاغذ۔ اُس قلم۔ کی صورتین)

ایسا تصور جسمین تعدد و شرکت کو عقل جائز رکھ سکتی ہے۔ (یعنی یہ تجویز کر سکتی ہے کہ یہ بہت سی ذاتون پر صادق آسکتا ہے۔ گو واقع مین کوئی ایسی ذات نہ ہو جس پر وہ صادق آوے) کلی کہا جاتا ہے۔ اور ان ذاتون کو کلی کے افراد و جزئیات و مصداقات کہتے ہین۔ (مطلق آدمی۔ گھوڑا۔ قلم۔ کاغذ۔ کی صورتین)

جزئیات مین سوچ اور فکر جاری نہیں ہوتی یعنے ایک یا چند جزئیات کا

تیسرے۔ دوسری جزئی یا کلی کے تصور میں مدد نہیں دے سکتا۔ بخلاف کلیات کے کہ اُنکے ضمن میں ہزاروں لاکھوں جزئیات داخل ہیں ایک کلی کے جان لینے سے اُسکے سارے جزئیات کا اجمالی علم حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ایک کلی کا حکم جان لینے سے اُسکے تمام جزئیات کا حکم استنباط ہو سکتا ہے۔ اور آدمی اُس سے بڑا کام نکال سکتا ہے۔ اس لئے منطق کے قاعدے صرف کلیات کیلئے منضبط کئے گئے۔ نہ جزئیات کے لئے اور یہی وجہ ہے کہ منطق مین جزئیات سے بحث نہیں کیجاتی۔

کُلی کی (افراد کے وجود و عدم کے اعتبار سے) چھ قسمین ہیں۔

(۱) جسکی کوئی فرد نہیں پائی جا سکتی (شریک الباری۔ اجتماع النقیضین۔ ارتفاع النقیضین)

(۲) جس کی فرد پائی جا سکتی ہے۔ لیکن پائی نہین جاتی۔ (دس سر کا آدمی بیس من کا مچھر)

(۳) جس کی ایک ہی فرد پائی جاتی ہے اور دوسری کا پایا جانا محال (خالقِ عالم)

(۴) جسکی ایک ہی فرد پائی جاتی ہے اور دوسری کا پایا جانا ممکن۔ (کوہِ نمک)

(۵) جسکی کئی فردین پائی جاتی ہیں لیکن گنتی کی (آسمان۔ حرف جار۔ حرف جازم)

ا۔ یعنے ایک ہی چیز کا وجود و عدم ایک ہی جا پایا جانا یعنے ایک ہی آن میں ایک چیز کا ہست اور نیست دونون ہونا ۲۔ یعنے ایک چیز کے وجود و عدم مین سے کسی کا نہ پایا جانا۔ یعنے ایک ہی آن مین نہ ہست ہونا نہ نیست ہونا ۳۔ کہ صرف ہندوستان میں پایا جاتا ہے ۴۔ کہ صرف سات ہین ۵۔ کہ صرف سترہ ہیں ۶۔ کہ صرف پانچ ہیں

مثلاً زید۔ خالد۔ ولید وغیرہ یہی آدمی کے بھی افراد ہیں۔ اور دانشمند جاندار کے بھی۔ کوئی فرد ایسا نہ پاؤ گے جس پر آدمی تو صادق آسکے اور دانشمند جاندار صادق نہ آسکے اور نہ بالعکس شاید تم کو یہ اشتباہ ہوگا کہ دنیا میں بہت آدمی ایسے احمق ہیں کہ آدمی تو ہیں اور جاندار بھی ضرور ہیں مگر دانشمند جاندار نہیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دانشمندی سے وہ کامل دانشمندی مراد نہیں ہے جو انسان کے خاص خاص افراد میں پائی جاتی ہے آدمی کیسا ہی احمق ہو مگر تاہم بہانے سے سیانے جانور سے زیادہ عقل رکھتا ہوگا۔ جانوروں میں بھی بعض جانور ایسے زیرک ہیں جن کے افعال دانشمندی پر محمول کئے جاتے ہیں چیونٹیوں کی عمارت اور بئے کا گھونسلہ ضرور ایک خاص سلیقہ ظاہر کرتا ہے انسان تعلیم کرکے جانوروں سے اور عمدہ کام بھی لے سکتا ہے سکھائے ہوئے کتے تو بندر کیسے کیسے کام دیتے ہیں۔ چنڈول۔ مینا آدمی کی بولی نقل کرنے لگتے ہیں تاہم یہ آدمیت اور سچے علم ہے کچھ اور چیز ہے لاکھ طوطے کو پڑھایا پھر وہ حیوان ہی رہا کیا اس سکھانے پڑھانے سے کوئی جانور بھی حاصل کرسکتا ہے جو خداوند عالم نے خاص بنی آدم کو عطا فرمائی ہے الغرض دانشمند جاندار میں وہی دانشمندی ہے جو سوائے افراد انسان کے اور مخلوقات کو نہیں دی گئی ہے یعنی بات سے بات پیدا کرنا جس کا نام فکر ہے اور اسی دانشمندی کو عقل اور تعقل اور ادراک کلیات اور نطق سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ من حاشیہ

(۶) جسکی فردیں بیشمار پائی جاتی ہیں۔ (آدمی۔ گھوڑا۔ کتاب۔)

النسبۃ بین الکلیات

ہر دو کلیوں میں چار نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت ضرور پائی جاتی ہے (۱) تساوی۔ (۲) تباین (۳) عموم وخصوص مطلق۔ (۴) عموم وخصوص من وجہ۔

تساوی یہ ہے کہ دو کلیوں کے افراد متحد ہوں (آدمی۔ دانشمند جاندار)

تباین یہ ہے کہ دو کلیوں کے افراد متغایر ہوں (درخت پتھر۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ اونٹ)

عموم وخصوص مطلق یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ایک کے تمام افراد دوسرے کے فقط بعض افراد ہوں (لڈو۔ مٹھائی۔ مفرد۔ اسم)

عموم وخصوص من وجہ یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ہر ایک کے فقط بعض افراد دوسرے کے فقط بعض افراد ہوں (آم۔ میٹھا۔ معرب۔ معرفہ)

تساوی میں صرف مادہ اجتماع۔ اور تباین میں فقط مادہ

افتراق ہوتا ہی۔ اور عموم مطلق مین ایک مادۂ اجتماع اور ایک مادۂ افتراق ہوتا ہے۔ اور عموم من وجہ مین ایک مادۂ اجتماع اور دو مادّے افتراق کے ہوتے ہین۔

النسبۃ بین نقائض الکلیات

ہر کلی کا کوئی نہ کوئی نقیض بھی ضرور ہوتا ہے کلی کا نقیض اُس کلی کو کہتے ہیں جو اصل کلی کا رفع یا مرفوع ہو (انسان کا نقیض لاانسان اور لاانسان کا نقیض۔ انسان)

جب کلیات کی نقائض بھی کلیات ہی ہین تو ان نقائض مین بھی اصل کلیات کی طرح چار نسبتون مین سے ایک نسبت ضرور ہوگی۔ متساوین کے نقیضون مین بھی تساوی ہی کی نسبت ہوتی ہے (لاانسان۔ لاناطق)

اگر متساوین کے نقیضون مین تساوی کی نسبت نہ ہوگی۔ تو باقی تین نسبتون مین سے کوئی نسبت ضرور ہوگی۔ اور جب باقی تین نسبتون مین سے کوئی نسبت ضرور ہوگی تو نقیضون کا افتراق لازم آجائیگا۔ (کیونکہ باقی تین نسبتون مین مادۂ افتراق ضرور ہوتا ہی) اور نقیضون کا افتراق اصل کلیون کی تساوی کا مُبطل[۵] ہے

[۵] کیونکہ نقیضون کے افتراق کے تو یہی معنے ہیں کہ جہان ایک کلی کا نقیض صادق آوے وہان دوسرے کلی کا نقیض صادق نہ آوے اور جب دوسرے کا نقیض صادق نہ آیا تو اصل کلی صادق آئیگا کیونکہ ایسا ممکن نہین کہ دونون (اصل ونقیض) صادق نہ آوین اور کوئی چیز نہ ہست ہو اور نہ نیست ہو کیونکہ یہی تو ارتفاع النقیضین ہی جو محال ہے اور جب دوسرا کلی صادق آیا تو نسبت تساوی جو دونون اصل کلیون میں تھی مستلزم اس بات کی ہی کہ ضرور پہلا کلی (اصل) بھی صادق آوے اور فرض یہ کیا گیا ہے کہ پہلے کلی کا نقیض صادق ہے تو اصل کلی اور اس کا نقیض دونون معًا صادق آئے یعنی ایک چیز ہست بھی ہوئی اور نیست بھی ہوئی اور یہی تو اجتماع النقیضین ہی جو محال ہے تو ثابت ہوا کہ اگر متساوین کے نقیضون مین تساوی کی نسبت نہ ہوگی تو اصل کلیون مین تساوی کی نسبت باطل ہوجاویگی حالانکہ اصل کلیون مین تساوی کی نسبت پائی جاچکی ہے پس ضرور ہوا کہ متساوین کے نقیضون مین تساوی ہی کی نسبت ہو

شمس[۱] ما ادعیناہ[۲] من مبادے الحکمۃ بتغیر + + + + + + +

۵ جب تباین کلی یا مطلق تباین کا لفظ بولتے ہیں تو اوس سے وہ نسبت مراد ہوتی ہے جس میں صرف افتراق ہوتا ہو یعنی نسبت

متباینین کے نقیضوں مین تباین جزئی (یعنے کبھی تباین کلی اور کبھی عموم من وجہ) کی نسبت ہوتی ہے۔

جب متباینین متناقضین ہونگی تو اُنکے نقیضون مین تباین کلی ہوگی۔ (لا وجود۔ لا عدم۔)

اور جب غیر متناقضین ہونگی تو اُن کے نقیضون مین عموم من وجہ ہوگی۔ (لا شجر۔ لا حجر۔)

اعم و اخص مطلق کے نقیضونمین بھی عموم و خصوص مطلق ہی کی نسبت ہوتی ہو۔ مگر بعکس عینین یعنی اعم کا نقیض اخص اور اخص کا نقیض اعم ہوتا ہے۔ (لا حیوان۔ لا انسان)

اعم و اخص من وجہ کے نقیضونمین بھی تباین جزئی ہی ہوتی ہے یعنے کبھی تباین کلی (لا شجر۔ لا حجر) اور کبھی عموم من وجہ (لا حیوان۔ لا ابیض)

جزئی اضافی

ایک مفہوم جو دوسرے مفہوم سے اخص ہو (اگرچہ کلی ہی کیون نہ ہو) اُسکو اُس دوسرے مفہوم کا جزئی اضافی کہتے ہین (زید۔ انسان کی نسبت۔ انسان۔ حیوان کی نسبت)

اور جزئی سابق الذکر کا نام جزئی حقیقی ہے۔

جزئی اضافی۔ جزئی حقیقی سے اعم مطلق[۱] ہے۔

دوم جو سابقا مذکور ہوئی۔ اور جب تباین جزئی بولتے ہیں تو اوس سے وہ نسبت مراد ہوتی ہے جو متباینین کے نقیضوں میں ہوتی ہو جو تباین کلی اور عموم من وجہ دونوں کو شامل ہے تباین جزئی مین دو مادے افتراق کے تو ضرور ہوتے ہیں لیکن جب عموم من وجہ کے ضمن میں پائی جاتی ہے تو اوس میں مادہ اجتماع بھی ہوتا ہو اور جب تباین کلی کے ضمن میں پائی جاتی ہو تب مادہ اجتماع نہیں ہوتا صرف مادہ افتراق ہوتا ہے ۱۲ ۔ [۱] یعنی جس چیز پر جزئی حقیقی صادق آئیگا اوس پر جزئی اضافی بھی ضرور صادق آئیگا یعنے جو چیز جزئی حقیقی کی فرد ہوگی جزئی اضافی کی بھی ضرور فرد ہوگی مگر اس کا عکس نہیں یعنی یہ ضرور نہیں کہ جس چیز پر جزئی اضافی صادق آئے اوسپر جزئی حقیقی بھی صادق آوے یعنی یہ ضرور نہیں کہ جو چیز جزئی اضافی کا فرد ہو جزئی حقیقی کی بھی فرد ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جسپر جزئی اضافی صادق آئے کلی ہو اور کلی پر جزئی حقیقی صادق نہیں آسکتا ۱۲

اقسام کلی

مبتدی کو اقسام کلی کے بسہولت سمجھ جانے کے لیے سلسلۂ موجوات پر ایک اجمالی نظر ڈال لینا بہت مفید ہے اسلئے سلسلۂ مذکورہ کا بطور اجمال یہان بیان کیا جاتا ہے۔

سلسلۂ موجودات

موجود یا واجب الوجود[1] ہے (خالقِ عالم)

یا ممکن[2] الوجود (عالم)

پھر ممکن یا ذات ہے یا صفت۔ ذات کو جوہر اور صفت کو عَرَض کہتے ہین۔

جوہر اگر ابعاد ثلثہ (طول۔ عَرض۔ عُمق) کی قابلیت رکھتا ہو تو مادی[3] ہے۔ ورنہ مجرد (عقل ونفس)

مادی کو جسم[4] وجسمانی۔ اور مجرد کو مُفارِق کہتے ہیں۔

پھر جسم اگر کئی مختلف الحقیقت جسمون سے ملکر بنا ہو تو مرکب ہے۔ ورنہ بسیط۔

بسیط یا فلک ہے یا عُنصر۔ عنصر کو اُسطُقس بھی کہتے ہین۔

(قدیم حکیمون نے عناصر کو چار (زمین۔ پانی۔ ہوا۔ آگ) مین منحصر خیال کیا تھا۔ اب جدید تحقیقات سے یہ انحصار غلط ثابت ہوا۔ لیکن ہمنے بنظر

[1] جس کا ہونا ضروری ہے ۱۲

[2] جس کا ہونا نہ ہونا کچھ بھی ضروری نہیں ۱۲

[3] جوہر کی تقسیم مادی اور مجرد کی طرف پھر مادی کی تقسیم جسم وجسمانی کی طرف۔ پھر مجرد کی تمثیل عقل ونفس سے یہ سب قدیم حکیمون کے خیال کے مطابق ہے ورنہ حقیقۃ الحال معلوم نہیں کہ مادی کی تقسیم جسم وجسمانی کی طرف صحیح ہے یا نہین اور مجرد کا وجود ہے یا نہین۔ اور عقل ونفس مجرد ہین یا مادی ۱۲

[4] یعنے اگر جوہر مادی مرکب ہو جوہر حال وجوہر محل سے تو جسم ہے۔ اور اگر جوہر حال ہو تو صورت ہے اور جوہر محل ہو تو مادہ وہیولے ہے۔ جسمانی سے یہان یہی دونون (صورت ومادہ) مراد ہین ۱۲ ۱۲ ۱۲

سہولت تمثیلات کہ یہی غرض یہان سلسلہ ہذا کے بیان سے ہے

اس جگہہ قدیم حکیمون کا قول اختیار کیا)

مرکب جسم۔ اگر چارون عنصر سے مل کر بنا ہو تو تام ہے۔

ورنہ ناقص۔ (بھاپ۔ دھوان)

مرکب تام۔ اگر ذی نمو ہو تو نامی ہے ورنہ غیر نامی۔

غیر نامی کو جماد کہتے ہین (پتھر۔ لوہا سیسہ)

نامی اگر ذی روح نہ ہو تو نبات ہے (گھاس۔ درخت)

اور ذی روح ہو تو حیوان ہے۔

حیوان۔ اگر ناطق[1] (عاقل) ہو تو انسان ہے اور صاہل ہو تو گھوڑا ہے اور ناہق ہو تو گدہا ہے۔ وعلی ہذا القیاس۔

پھر انسان[2] اگر مقترن بہ تشخص[3] ہو تو شخص (جزئی حقیقی) ہے (زید۔ خالد۔ ولید)

مذکورہ بالا سلسلہ مین سب سے اوپر "موجود" ہے اُس سے کوئی زیادہ عام نہیں اور سب سے نیچے شخص ہے اُس سے کوئی زیادہ خاص نہیں۔ اور متوسطات اپنے اوپر کی نسبت خاص اور اپنے نیچے کی نسبت عام ہیں۔

سلسلہ موجودات کا بقدر ضرورت بیان ہو چکا۔

[1] ناطق وعاقل سے وہی دانشمند کے معنے مراد ہین جس کا بیان صفحہ ۱۳ کے حاشیے میں گذر چکا۔ یہان سے سمجھ جاؤ کہ انسان کی ماہیت حیوان ناطق ہے اور حیوان کی ماہیت جسم نامی۔ ذی روح۔ اور جسم کی ماہیت جوہر قابل ابعاد ثلاثہ اور جوہر جسم نامی و ذی روح حیوان کے جز ہین اور حیوان انسان کا جز اور کسی شے کے جز کا جز حقیقت میں اس شے کا جز ہوتا ہے تو جسم نامی و ذی روح انسان کے بھی جز ہوئے اسی طرح جوہر و قابل ابعاد ثلاثہ جسم کے جز ہین اور جسم حیوان کا جز تو یہ دونون حیوان کے بھی جز ہوئے۔ اور جب حیوان کے جز ہوئے تو انسان کے بھی جز ہوئے ۱۲

[2] شخص کی تعریف مین انسان کا ذکر محض تمثیلاً ہے۔ ورنہ شخص ہونے مین انسان کی خصوصیت معتبر نہین ہے۔ ہر کلی جو تشخص کے ساتھ مقترن ہو شخص یعنے جزئی حقیقی ہے ۱۲

[3] جس چیز کے واسطے سے کوئی شے اپنے تمام ماعدا سے ممتاز ہوجائے یعنے پہچانی جائے وہی چیز اوس شے کا تشخص ہے مثلاً زید و خالد و ولید مین جو چیز اس طرح کی پائی جاتی ہے جس کی ہر ایک اپنے ماسوا تمام دوسری [illegible] سے ممتاز ہے یعنے پہچانا جاتا ہے (خواہ وہ چیز ان کا چہرہ ہو یا قد و قامت یا رنگ یا اور کچھ) [illegible] ان مین سے ہر ایک کا تشخص ہے ۱۲

کلیات کی قسمیں

اب اقسام کلی کا بیان سُنو۔

کلی کی (اپنے افراد کی عین ماہیت یا جزو ماہیت یا خارج از ماہیت ہونے کے اعتبار سے) پانچ قسمیں ہیں[۱]

نوع[۲] جنس[۳] فصل[۴] خاصہ[۵] عرض عام[۶]

وہ کلی جو اپنے افراد کی پوری ماہیت ہو نوع ہی۔

(آدمی۔ گھوڑا۔ آم۔ نارنگی۔ سونا۔ چاندی۔ جان)

اور جو (کلی[۱۲]) اپنے افراد کا جزو ماہیت اور تمام مشترک ہو جنس ہی۔ (حیوان جسم نامی۔ جسم۔ جوہر انسان کی نسبت)

اور جو (کلی[۱۲]) اپنے افراد کا جزو ماہیت اور جنس کا مخصص ہو فصل ہے (ناطق۔ ذی روح۔ نامی۔ قابل ابعاد ثلثہ۔ انسان کی نسبت)

اور جو (کلی[۱۲]) اپنے افراد کی ماہیت سے خارج اور ایک ہی ماہیت کے ساتھ مختص ہو خاصہ ہی پھر اگر وہ اُس

[..] شخص کو جب اوسکے تشخص سے (یعنے اوس چیز سے جس سے وہ اپنے ماسوا تمام دوسری چیزوں سے [..]) مجرد یعنے علیحدہ کریں تو بعد مجرد کر لینے کے جو کچھ بچ رہے وہی اوس شخص کی ماہیت ہی مثلاً زید [..] شخص ہے جو اپنے تشخص پر مشتمل ہی جس سے وہ اپنے تمام ماعدا سے ممتاز ہے اوسکو وسکے اوس تشخص سے مجرد کرو تو وہ نرا انسان رہ جائیگا یہی انسان زید کی ماہیت ہی[۲] [۲] تمام مشترک وہ جزو ماہیت ہی جو اوس ماہیت اور کسی دوسری ماہیت میں مشترک ہو اور اس ماہیت میں اوس جزو سے خارج کوئی ایسا دوسرا جزو نہ ہو جو دونوں ماہیتوں میں مشترک ہو۔ جیسے حیوان کہ جزو ماہیت انسان ہی اور ماہیت انسان اور ماہیت فرس میں مشترک ہی اور ماہیت انسان میں اس جزو سے خارج کوئی ایسا دوسرا جز نہیں ہی کہ ماہیت انسان اور ماہیت اسپ میں مشترک ہو تو حیوان انسان کی جنس ہوا گھوڑے کی نسبت اور یہی سائر انواع حیوان کی نسبت کیونکہ جس طرح یہ حیوان تمام مشترک ہے ماہیت انسان اور ماہیت اسپ میں۔ اسی طرح تمام مشترک ہی ماہیت انسان اور ماہیات دیگر حیوانات (چرند۔ پرند۔ بکری وبکری) میں اور جیسے جسم نامی کہ جزو ماہیت انسان ہے۔ اور ماہیت انسان اور ماہیت آم و دیگر انواع نباتات میں مشترک ہی اور ماہیت انسان میں اس جز سے خارج کوئی ایسا دوسرا جز نہیں ہی جو ماہیت انسان اور ماہیت آم و بقیہ انواع نبات میں مشترک ہو۔ تو جسم نامی انسان کا جنس ہوا آم کی نسبت وغیرہ بقیہ انواع نبات کی نسبت لیکن جسم نامی انسان کا جنس انواع حیوان کی نسبت نہیں ہی۔ کیونکہ ماہیت انسان میں جسم نامی سے خارج بھی ایک جزو (ذی روح) ہے جو انسان اور انواع حیوان میں مشترک ہی۔ تو جسم نامی انسان [..] اور انواع حیوان میں تمام مشترک نہ ہوا تو انسان کا جنس بھی اُن انواع کی نسبت نہ ہوگا اور جیسے جسم۔ کہ انسان کی جن[س] [..] انواع جمادی کی نسبت۔ نہ انواع حیوان و انواع نبات کی نسبت کیونکہ جسم تمام مشترک ہے ماہیت انسان [و انواع] جماد میں نہ ماہیت انسان و انواع حیوان و نبات میں۔ اور جیسے جوہر۔ کہ انسان کی جنس ہے انواع [..] نہ انواع حیوان و انواع نبات و انواع جماد کی نسبت ۱۲

ماہیت کے تمام افراد کو شامل ہو تو خاصہ شاملہ ہے۔ ورنہ غیر شاملہ (کاتب وشاعر بالفعل وبالقوہ)

اور جو اپنے افراد کی ماہیت سے خارج اور ایک ماہیت سے زائد کے افراد کو شامل ہو عرض عام ہے (ماشی۔ آکل شارب۔ انسان کی نسبت)

جنس، فصل کو (اور کبھی نوع کو بھی) کلی ذاتی کہتے ہیں۔ اور خاصہ وعرض عام کو کلی عرضی۔ اور ذاتی مقید بقید عرضی کو صنف (انسانِ کاتب۔ حیوانِ ماشی)

جب ایک ماہیت کی کئی جنسیں ہوں تو جو جنس بلا فاصلہ[1] ہو جنس قریب ہے۔ (حیوان) انسان کی نسبت۔

اور[2] جو بفاصلہ ہو جنس بعید (جسم نامی۔ جسم۔ جوہر) انسان کی نسبت۔

فاصلہ جسقدر کم وبیش ہوگا۔ بُعد کا مرتبہ بھی اُسیقدر کم وبیش ہوگا۔

اعم الاجناس کو (یعنے سب سے اوپر والی جنس کو) جنس عالی وجنس الاجناس کہتے ہیں۔ (جوہر) اور اخص الاجناس کو (یعنے سب سے نیچے والی جنس کو) جنس سافل (حیوان) اور (انسان کی نسبت) بیچ والی جنسوں کو اجناس متوسطہ (جسم۔ جسم نامی) (انسان کی نسبت)

جو فصل جنس قریب کی مخصص ہو فصل قریب ہے۔

[1] یعنی اُس جنس میں اور ماہیت میں کوئی جنس فاصل ہو جیسے حیوان انسان کی نسبت کہ اسمیں اور انسان میں کوئی جنس فاصل نہیں ہے

[2] یعنی اس جنس میں اور ماہیت میں کوئی جنس فاصل ہو۔ تو اگر ایک جنس فاصل ہو (جیسے جسم نامی انسان کی نسبت کہ اسمیں اور انسان میں صرف ایک جنس (حیوان) فاصل ہے۔) تو بعید بیک مرتبہ ہے۔ اور اگر دو جنسیں فاصل ہوں (جیسے جسم۔ انسان کی نسبت کہ اسمیں اور انسان میں دو جنسیں حیوان وجسم نامی فاصل ہیں) تو بعید بدو مرتبہ ہے اور اگر تین جنسیں فاصل ہوں (جیسے جوہر انسان کی نسبت کہ اس میں اور انسان میں تین جنسیں حیوان وجسم نامی وجسم فاصل ہیں) تو بعید بسہ مرتبہ ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس یہی مطلب ہے اس قول (فاصلہ جس قدر کم وبیش ہوگا، بعد کا مرتبہ بھی اوسی قدر کم وبیش ہوگا) کا جو آگے مذکور ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

(ناطق) اور جو جنس بعید کی مخصص ہو فصل بعید
انسان کی نسبت ۱۱
(ذی روح. نامی. قابل. ابعاد ثلثہ)
انسان کی نسبت ۱۱

ہر ایک کلی ذاتی جو کسی جنس کے ماتحت ہو اوس
جنس کی نوع اضافی ہے (انسان. حیوان. جسم نامی. جسم)
اور نوع مذکورۂ بالا کا نام نوع حقیقی ہے.

نوع اضافی نوع حقیقی سے اعم مطلق ہے.

انواع اضافیہ میں سب سے اخص کو نوع سافل
و نوع الانواع کہتے ہیں (انسان) اور سب سے اعم
کو نوع عالی (جسم) اور بیچ والی نوعوں کو انواع
متوسطہ (حیوان جسم نامی)

ہر ایک فصل کو مقوم نوع و مقسم جنس کہتے ہیں
ہر ایک فصل جو مقوم نوع عالی ہے مقوم نوع
سافل ہے. نہ بالعکس. اور ہر ایک فصل جو

---

۵ انسان ان چاروں (حیوان وجسم نامی جسم جوہر) کا ماتحت ہے تو وہ ان ہر ایک کی نوع اضافی ہے اور حیوان ان تینوں (جسم نامی جسم وجوہر) کا ماتحت ہے تو وہ ان ہر ایک کی نوع اضافی ہے. اور جسم نامی ان دو (جسم وجوہر) کا ماتحت ہے. تو وہ ان دونوں کی نوع اضافی ہے اور جسم صرف جوہر کا ماتحت ہے. تو وہ صرف اوسی (جوہر) کی نوع اضافی ہے ۱۱

۶ یعنے ہر نوع حقیقی نوع اضافی ضرور ہے کیونکہ ہر نوع حقیقی کو کسی جنس کا ماتحت ہونا لازم ہے. تو اوسکو اوس جنس کی نوع اضافی ہونا بھی لازم ہے کیونکہ اضافی تو اوسی کلی ذاتی کا نام ہے جو کسی جنس کے ماتحت ہو.) اور اسکا عکس نہیں یعنے ہر نوع اضافی کو نوع حقیقی ہونا لازم نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ نوع اضافی جنس ہو تو وہ اپنے افراد کی پوری ماہیت نہ ہوگی تو نوع حقیقی بھی نہ ہوگی. کیونکہ نوع حقیقی تو اوسی کلی کا نام ہے جو اپنے افراد کی پوری ماہیت ہو ۱۱

۷ اسلئے کہ مقوم اوس جزو ماہیت کا نام ہے جو اوس ماہیت کا اوسکے مشارکات جنسیہ سے ممیز ہو. اور فصلیں سب ایسی ہی ہوتی ہیں یعنے اپنے نوع کی جزو اور اوسکو اوسکے مشارکات جنسیہ سے تمیز دینے والی ہوتی ہیں. جیسے ناطق کہ جزو انسان ہے اور انسان کو اوسکے مشارکات جنس سے تمیز دیتا ہے علی ہذا القیاس. ذی روح نامی. قابل ابعاد ثلثہ کہ ہر ایک اپنی اپنی نوعوں کا جزو اور اونکو اونکے مشارکات جنس سے تمیز دینے والا ہے ۱۱

۸ اسلئے کہ مقسم کے معنے مخصص کے ہیں اور ہر ایک فصل اپنے جنس کی مخصص ہوتی ہے جیسا کہ سابق فصل کی تعریف سے معلوم ہو چکا ہے ۱۱

۹ جیسے قابل ابعاد ثلثہ کہ جیسا کہ مقوم نوع عالی (جسم) ہے مقوم نوع سافل (جسم نامی وحیوان وانسان) بھی ہے اسی طرح نامی کہ جیسا کہ مقوم نوع عالی (جسم نامی) ہے مقوم نوع سافل (حیوان وانسان) بھی ہے اسی طرح ذی روح کہ جیسا کہ مقوم نوع عالی (حیوان) ہے مقوم نوع سافل (انسان) بھی ہے یہاں عالی اور سافل سے اضافی عالی وسافل مراد ہے نہ بالخصوص حقیقی جو ابھی انواع اضافیہ کے بیان میں مذکور ہوئی یعنی عالی سے یہاں وہ نوع مراد ہے جو کسی نوع سے اوپر ہو خواہ سب نوعوں سے اوپر ہو یا کسی نوع سے نیچے بھی ہو نہ بالخصوص وہ نوع جو سب نوعوں سے اوپر ہی ہو اسی طرح سافل سے بھی وہ نوع مراد ہے جو کسی نوع سے نیچے ہو خواہ سب نوعوں سے نیچے ہو یا کسی نوع سے اوپر بھی ہو نہ بالخصوص وہ نوع جو سب سے نیچے ہی ہو. الحاصل یہاں عالی سے وہ نوع مراد ہے جو [illegible]
[illegible] سافل حقیقی اور انواع متوسطہ دونوں کو شامل ہے [illegible]
[illegible] جو مقوم نوع عالی ہو [illegible] ناطق کہ مقوم نوع سافل (انسان) ہے اور مقوم نوع عالی [illegible]
[illegible] ذی روح کہ [illegible] (حیوان وانسان) کا [illegible] عالی (جسم نامی) کو [illegible]

مقسم جنس[1] سافل ہے مقسم جنس عالی ہے نہ بالعکس[2].

کلی عرضی کی دو قسمین ہین۔ لازم[1] جو اپنے معروض سے ممتنع الانفکاک ہو (یعنے جدا نہ ہو سکے) مفارق[2]۔ جو جائز الانفکاک ہو (یعنے جدا ہو سکے) خواہ جدا ہی ہو جائے (جلد خواہ دیر مین) یا کبھی جدا نہ ہو (پھولون کی تازگی۔ چیزون کا پختہ رنگ ۔ سیارون کی گردش)

لازم کی بھی دو قسمین ہین۔ لازم[1] الماہیہ۔ جو اپنے ملزوم کی ماہیت سے جدا نہو سکے (چار کی زوجیت۔ پانچ کی فردیت)

لازم[2] الوجود۔ جو اپنے ملزوم کے وجود خاص (خارجی یا ذہنی) سے جدا نہو سکے (حبشی کا سواد۔ مفہوم انسان کی کلیت)

پھر لازم کی دو قسمین ہین بین[1] جسکا تصور ملزوم کے تصور سے ممتنع الانفکاک ہو (ہر کل کے لئے جز کا ہونا۔ وبالعکس۔ ہر اوپر کے لئے نیچے کا ہونا۔ وبالعکس) یا لازم وملزوم دونون کے تصور سے لازم کے لزوم کا جزم ممتنع الانفکاک ہو (ہر ایک کل کا اپنے جز سے بڑا ہونا۔ ہر ایک جز کا اپنے کل سے چھوٹا ہونا) اول کا نام لازم بین بالمعنے الاخص ہے۔ اور دوسرے کا لازم بین بالمعنے الاعم۔

[1] جیسے ناطق کہ جیسا کہ مقسم جنس سافل یعنی حیوان ہے مقسم جنس عالی (جسم نامی وجسم وجوہر) بھی ہے اسی طرح ذی روح کہ جیسا کہ مقسم جنس سافل جسم نامی ہے مقسم جنس عالی (جسم وجوہر) بھی ہے اسی طرح نامی کہ جیسا کہ مقسم جنس سافل (جسم) ہے مقسم جنس عالی (جوہر) بھی ہے۔ یہان بھی سافل وعالی سے اضافی سافل وعالی مراد ہے نہ بالخصوص حقیقی جو عنقریب اجناس کے بیان مین مذکور ہوئی۔ یعنی یہان سافل سے وہ جنس مراد ہے جو کسی جنس سے نیچے ہو خواہ سب جنسون سے نیچے ہو یا کسی جنس سے اوپر بھی ہو نہ بالخصوص وہ جنس جو سب جنسون سے نیچے ہی ہو۔ اسی طرح عالی سے وہ جنس مراد ہے۔ جو کسی جنس سے اوپر ہو خواہ سب جنسون سے اوپر ہو یا کسی جنس سے نیچے بھی ہو نہ بالخصوص وہ جنس جو سب سے اوپر ہی ہو۔ الغرض یہان سافل اور عالی سے وہ جنس مراد ہے جو اجناس متوسطہ کو بھی شامل ہے ۔

[2] یعنے یہ نہین ہے کہ ہر ایک فصل جو مقسم جنس عالی ہے مقسم جنس سافل ہے چنانچہ قابل ابعاد ثلثہ کہ مقسم جنس عالی جوہر ہے اور مقسم جنس سافل (جسم نامی وحیوان) نہین ہے اسی طرح نامی کہ مقسم جنس عالی جسم وجوہر ہے اور مقسم جنس سافل (جسم نامی وحیوان) نہین ہے اسیطرح ذی روح کہ مقسم جنس عالی (جوہر وجسم وجسم نامی) ہے اور مقسم جنس سافل (حیوان) نہین ہے

غیر بیّن[۱]۔ جو ایسا[۲] نہ ہو۔ (چار کی زوجیت۔ عالم کا حدوث)
کلی کے مفہوم[۳] کو کلی منطقی کہتے ہین۔ اور کلی منطقی کے معروض
کو کلی طبعی (آدمی۔ گھوڑا۔ درخت۔ پتھر)
اور دونون (کلی منطقی و کلی طبعی) کے مجموع کو کلی عقلی۔
(آدمی کلی۔ گھوڑا کلی)
اسیطرح[۴] کلی کے انواع خمسہ (نوع۔ جنس۔ فصل۔ خاصہ۔ عرض عام)
بھی منطقی و طبعی و عقلی ہوتے ہین۔ مثلاً مفہوم[۵] نوع کو نوع منطقی۔
کہتے ہین۔ اور اوسکے معروض (انسان۔ فرس مثلاً) کو نوع طبعی
اور دونون کے مجموعے (انسان نوع۔ فرس نوع) کو نوع عقلی۔ وعلی ہذا القیاس[۶]
کلی طبعی کو تین طرح سے اعتبار کرتے ہین۔ کبھی بشرط شئ۔ اور
کبھی بشرط لاشئ۔ اور کبھی لابشرط شئ۔ اول اعتبار سے اوسکو
مخلوطہ کہتے ہین۔ اور دوسرے اعتبار سے مجرّدہ۔ اور تیسرے اعتبار
سے مُطلَقہ۔ کلی منطقی و کلی عقلی کا وجود صرف ذہن مین ہی خارج مین انکا
وجود ہو ہی نہین سکتا منطقی کا تو اسلئے کہ کلی منطقی صرف مفہوم کا
نام ہی اور مفہوم کا وجود خارج مین ہو نہین سکتا اور عقلی کا اسلئے کہ
اوسکا ایک جز (کلی منطقی) خارج مین موجود ہو نہین سکتا اور انتفاء
جز کو انتفاء کل لازم ہے۔

[۱] یعنے لازم غیر بین بالمعنے الاخص وہ لازم ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور سے ممتنع الانفکاک نہ ہو اور لازم غیر بین بالمعنی الاعم وہ لازم ہے جس کے اور اوسکے ملزوم دونون کے تصور سے لازم کے لزوم کا جزم ممتنع الانفکاک نہو اول کی مثال[؟] چار کی زوجیت ثانی کی مثال عالم کا حدوث [۲] یعنی ایسا تصور جس مین تعدد و شرکت کو عقل جائز رکھ سکتی ہے [۳] یعنے جس طرح کلی کے مفہوم کو کلی منطقی اور اوسکے معروض کو کلی طبعی اور دونون کے مجموعے کو کلی عقلی کہتے ہین اسیطرح کلی کے انواع خمسہ (نوع جنس فصل خاصہ عرض عام) کے مفہومات کو نوع منطقی و جنس منطقی و فصل منطقی و خاصہ منطقی و عرض عام منطقی کہتے ہین اور اوسکے معروضات کو نوع طبعی و جنس طبعی و فصل طبعی و خاصہ طبعی و عرض عام طبعی اور دونون کے مجموعے کو نوع عقلی و جنس عقلی و فصل عقلی و خاصہ عقلی و عرض عام عقلی ۱۲ [۴] یعنے وہ کلی جو اپنے افراد کی پوری ماہیت ہو ۱۲

رگیا کلی طبعی۔ کلی طبعی بھی بالاستقلال خارج مین نہین پایا جاسکتا۔
اور آیا اپنے افراد کے ضمن مین ہوکر خارج مین پایا جاسکتا ہے یا نہین۔
حق یہ ہے کہ پایا جاسکتا ہے۔ بلکہ جس کلی طبعی کی افراد خارج مین پائی جاتی
ہین۔ اون مین کلی طبعی پایا بھی جاتا ہے۔ اسکی پوری بحث مطولات مین مذکور
ہے۔ چونکہ منطق کے موضوع معرف و حجت ہین۔ اور جو چیز جس علم کا موضوع
ہوتی ہے اوس علم مین بالاصالۃ اوسی چیز کے احوال و احکام سے بحث
مقصود ہوتی ہے لیکن چونکہ مُعرِّف کلیات سے بنتا ہے اور حجت
قضایا سے لہذا کلیات اور قضایا سے بھی بالتبع بحث لازم آگئی۔
کلیات کا بیان تو بقدر ضرورت ہوچکا۔ اب مُعرِّف کی بحث شروع ہوتی
ہے اسکے بعد قضایا کا بیان ہوگا۔ پھر حجت کا انشاءاللہ تعالےٰ۔

مُعرِّف

مُعرِّف سے جو غرض ہے تم اوپر معلوم کرچکے ہو کہ طالب اپنے مطلوب تصوری
کو اوسکے ذریعے سے معلوم کرے۔ مثلاً ایک شخص مثلث کی حقیقت نہین
جانتا اوس نے تم سے پوچھا کہ مثلث کیا چیز ہے۔ تم نے اوسے بتادیا کہ
مثلث وہ شکل ہے جو تین سیدہے خطون سے گھری ہو۔ اسکے ذریعے
سے مثلث کی حقیقت اوسے معلوم ہوگئی۔ یہی مثلث کا مُعرِّف ہوا۔
تعریف کی دو قسمین ہین حقیقی جس سے مُعرِّف کی ایسی صورت کا ذہن مین

آجانا مقصود ہو جو پہلے سے حاصل نہ تھی. پھر اگر معرف کا وجود خارج میں معلوم ہو تو وہ تعریف حقیقی بحسب الحقیقۃ ہے ورنہ تعریف حقیقی بحسب الاسم.

یہان سے سمجھ سکتے ہو کہ ایک ہی تعریف حقیقی ایک[1] وقت مین بحسب الاسم. اور دوسرے[2] وقت مین بحسب الحقیقۃ ہو سکتی ہے لفظی جس سے صرف کسی لفظ کے معنے (جس کی صورت پہلے سے ذہن مین حاصل تھی) کا بتا دینا مقصود ہو (قسہ نُفلُ - لَونگ + قَاقلہ - الائچی + گزبرہ - دھنیان)

تعریف حقیقی کی چار قسمین ہین. حَدِّ تام - جو جنس قریب و فصل قریب سے مرکب ہو (حیوان ناطق) حَدِّ ناقص - جو جنس بعید و فصل قریب سے مرکب ہو یا نری فصل قریب ہو (جسم ناطق. ناطق) رَسمِ تام - جو جنس قریب و خاصہ سے مرکب ہو (حیوان ضاحک) رَسمِ ناقص جو جنس بعید و خاصہ سے مرکب ہو یا نرا خاصہ ہو (جسم ضاحک. ضاحک) چونکہ جنس قریب و فصل قریب سے ملکر شے کی پوری ماہیت حاصل ہو جاتی ہے - جملہ اقسام تعریف[3] مین حدتام اعلیٰ وافضل واشرف واکمل ہے.

(انسان کی تعریف مین)

[1] یعنے جب مُعرَّف کا وجود خارج مین معلوم نہ ہو ٭٭ یعنے جب معرف کا وجود خارج مین معلوم ہو جائے.

[3] معرف کے ذریعے نامعلوم شئے کو معلوم کرنیکی تمثیل - گویا ایک شخص ایسے مقام کو جانا چاہتا ہے کہ جسکی نہ اوسکو سمت معلوم ہے نہ راہ کا پتہ جانتا ہے نہ فاصلے سے آگاہ ہے نہ اوس مقام کو کبھی دیکھا ہے - وہ دوسرے شخص سے جو اوس مقام سے واقف ہے یہ باتین پوچھتا ہے اب راہ و پتہ دینے والا جس قدر ٹھیک پتہ دیگا اوسیقدر چلنے والے کو سہولت ہوگی پس حدتام تو بتر اسکے ہے کہ کوئی شخص آشنائے منزل خود سالک کو ساتھ لیجا کر منزل مقصود پر پہنچا آئے اور حد ناقص بتر اسکے ہو کہ شخص واقف کسی پیمانہ معین پر ایک نقشہ سالک کو کھینچکر حوالے کر دے جسمین راستے کی علامتین باغ. درخت. پل. چوکی. گانون. وغیرہ جو جو کچھ راہ مین واقع ہوتی ہیں سب یا بقدر ضرورت اپنے اپنے مقام پر برعایت فاصلہ بنی ہون اور رسم تام ایسا ہو کہ شخص واقف نے سالک کو نقشہ بھی نہ دیا لیکن آبادی سے باہر لے جا کر عین راہ پر اوسکو کھڑا کر دیا اور پورا پتہ خوب واضح اور ٹھیک بتا دیا - اور رسم ناقص کو ایسا خیال کرو کہ پتہ تو دیا لیکن ایسا کہ سالک کو اوسمین دقت ہو - بہ کا احتمال ہے مگر بہرکیف منزل مقصود تک پہونچ جا سکتا ہو ٭٭ از مبادی الحکمۃ تلخیص و تغییر یسیر +

تنبیہ

آدمی کا علم اشیا کی ذاتیات مین نہایت قاصر ہے۔ کیونکہ جنس عرض عام کے ساتھ اور فصل خاصہ کے ساتھ سخت ملتبس ہے تو اب اشیا کی حدود و رسوم مین تمیز نہایت مشکل بلکہ متعذر ہے۔ یہان سے جان سکتے ہو کہ اشیا کی ماہیات کا معلوم کرنا کس قدر مشکل یا متعذر ہے۔

ایقاظ

بعض منطقیون نے باب تعریف مین کلیات ذیل دنری جنس جنس بعید فصل بعید کے ساتھ۔ فصل قریب فصل بعید کے ساتھ۔ عرض[1] عام مطلقاً۔ فصل خاصہ کے ساتھ) کو اعتبار نہین کیا اور تعریف حقیقی کو مذکورہ بالا چار قسمون[2] مین منحصر کردیا۔ حالانکہ باب تعریف ایک بڑا وسیع باب ہے۔ اسمین اسقدر تنگی مناسب نہین۔ اور جو عذر منشا اس خیال کا ظاہر کیا جاتا ہے اُس کا نتیجہ صرف تعریف تام[3] مین مانا جاسکتا ہے نہ مطلق تعریف مین۔ اس صورت مین اقسام دوازدہ گانہ ذیل[4] مرکب از جنس بعید و فصل بعید۔ مرکب از فصل قریب و فصل بعید۔ نری جنس قریب۔ نری جنس بعید۔ نری فصل بعید۔ مرکب از جنس بعید و عرض عام۔ مرکب از فصل قریب و خاصہ۔ مرکب از فصل بعید و خاصہ

(جسم ذو روح ناطق۔ جسم نامی۔ حیوان۔ ذی روح۔ جسم نامی۔ ناطق ضاحک۔ ذی روح ضاحک)

---

[1] یعنی خواہ نزاعرض عام ہو یا جنس قریب یا بعید یا فصل قریب یا بعید ہے ساتھ ہو ۱۲

[2] حد تام۔ حد ناقص۔ رسم تام۔ رسم ناقص ۱۲

[3] وہ یہ کہ تعریف مین دو باتون مین سے کم ایک بات کا پایا جانا ضرور ہے (۱) یہ کہ معرَّف کی کنہ حقیقت بتا دے جس طرح حد تام۔ (۲) یہ کہ معرَّف کو اُس کے کل ماسواے جدا کردے جس طرح رسم تام ۱۲

[4] یعنے حد تام و رسم تام ۱۲

مرکب[۸] از فصل قریب و عرض عام۔ مرکب[۱۰] از فصل بعید و عرض عام۔ مرکب[۱۱] از خاصہ و عرض عام۔ (ناطق، موجود ذی روح، ماشی، ہنسنے والا، عرض عام) کو تعریف ناقص مین داخل مان کر پانچ اول الذکر کو حد ناقص اور سات آخر الذکر کو رسم ناقص مین جگہہ دینا چاہیئے۔

عام تعریف کی ضروری شرطین

(۱) معرّف کی مباین نہ ہو۔ (گھوڑا۔ انسان کی تعریف مین)

(۲) معرّف سے اخفی نہو (ببغّا۔ طوطے کی تعریف مین۔ اسیطرح ہر اخص۔ اعم کی تعریف مین)

(۳) معرّف کی (معرفت و جہالت مین) ہم رنگ[۱۲] نہو (کل کی یہ تعریف کہ جز سے بنا ہو۔ جز کی یہ تعریف کہ جس سے کل بنا ہو)

(۴) دَوری نہو یعنے ایسی چیز پر مشتمل نہو جس کا جاننا خود معرّف کے جاننے پر موقوف ہو (حیوان بشری۔ انسان کی تعریف مین)

(۵) ایسے الفاظ پر مشتمل نہو جو اپنے معانی پر دلالت کرنے مین قاصر ہون۔ (الفاظ مشترکہ یا الفاظ مجازیہ بلا تحقق قرینہ)

تعریف تام کی ضروری شرط

... مساوی ہو (لفظ موضوع مفرد۔ کلمے کی تعریف مین)

[۱] ... معرّف مین تضایف کا علاقہ نہو جبکہ ہر ایک دوسرے کے بغیر سمجھ مین نہ آسکے۔ باپ اور بیٹا ہونا۔ بھائی اور بہن ہونا۔ چچا اور بھتیجا ہونا۔ اُستادی و شاگردی۔ آقا و نوکر ہونا اور تمام قرابتین۔ اور کلیت و جزئیت یعنے کل و جز ہونا۔ فوقیت و تحتیت اور تمام نسبتین جو وقت یا مکان یا اور کسی چیز کے اعتبار سے پیدا ہو جاتی ہین سب از قبیل تضایف ہین ۱۲ ۱۲ ۱۲

[۲] یعنے نہ اعم ہو نہ اخص مطلق یا من وجہ و نہ مباین ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

اس شرط کی تعبیر یون بھی کی جاتی ہو کہ جامع و مانع ہو۔ جامع یہ کہ معرّف کے تمام افراد کو شامل ہو کوئی اُن مین سے چھوٹ نہ جائے۔ اور مانع یہ کہ غیر معرَّف کے کسی فرد کو معرّف مین داخل نہ ہونے دے۔
اور یون بھی تعبیر کرتے ہین کہ مُطّرِد و مُنعکِس ہو۔ مطرد کے معنی مانع اور منعکس کے معنی جامع۔

قد تمت التصورات ویتلوھا التصدیقات

التصدیقات

قضیے کے اقسام

اوپر معلوم کر چکے ہو کہ جملہ خبریہ کو خبر و قضیہ کہتے ہین۔ قضیہ کا نام قَایہ بھی ہے (قضیہ کی دو قسمین ہین۔ حملیہ و شرطیہ۔
اگر قضیہ مین یون حکم ہو کہ ایک چیز ایک چیز کو ثابت۔ یا ایک چیز ایک چیز سے مسلوب ہے۔ تو حملیہ ہے ورنہ شرطیہ۔
(اگرچہ حملیہ۔ جملہ اسمیہ و جملہ فعلیہ دونون صورتون مین ہوتا ہے لیکن منطق مین ہمیشہ اسمیہ ہی کے پیرایہ مین استعمال کیا جاتا ہے)
حملیہ مین محکوم علیہ کو موضوع اور محکوم بہ کو محمول اور نسبت حکمیہ کو رابطہ کہتے ہین۔ اور شرطیہ مین اول کا نام مقدم اور ثانی کا نام تالی ہے
محکوم علیہ ۱۲ محکوم بہ ۱۲

پھر ہر ایک (حملیہ و شرطیہ) مین اگر حکم ایجابی ہے تو موجبہ ہے (زید راستباز ہے۔ خالد اگر ذی علم ہوگا تو مستحق اکرام ہوگا۔ ولید یا سخی ہوگا یا بخیل ہوگا) اور اگر حکم سلبی ہی تو سالبہ ہے (زید بدچلن نہیں ہے ایسا نہین ہے کہ خالد اگر ذی علم ہوگا تو لائق اہانت ہوگا۔ ایسا نہین ہے کہ ولید یا آدمی ہوگا۔ یا ذی علم ہوگا)

حملیہ کی تقسیمات

(۱) حملیہ کے دونون طرف[۱] (موضوع و محمول) اگر وجودی[۱] ہون تو محصلہ ہے۔ (ہر ذی علم ممدوح ہے۔ کوئی ممدوح مذموم نہین) اور اگر کوئی طرف عدمی[۲] ہو تو معدولہ (ہر بے علم مذموم ہے۔ ہر مذموم نالائق ہے۔ ہر بے علم نالائق ہے) اول کا نام معدولۃ الموضوع۔ اور ثانی کا معدولۃ المحمول۔ اور ثالث کا معدولۃ الطرفین ہے۔

(۲) حملیہ کا موضوع اگر شخص (جزئی حقیقی) ہے تو شخصیہ[۳] و مخصوصہ ہے اور اگر کلی ہے تو دو حال سے خالی نہین۔ یا حکم اوس کلی کے مفہوم پر ہے یا اوسکے افراد پر۔ اگر مفہوم پر ہے تو اگر مفہوم بشرط عموم[۴] پر ہے تو طبعیہ ہے۔ (انسان نوع ہے۔ حیوان جنس ہی) اور اگر مطلق[۵] مفہوم پر ہے تو جملہ قدمائیہ ہے (انسان کاتب ہے۔ انسان نوع ہے) اور اگر حکم افراد پر ہے تو بھی دو حال سے خالی نہین۔ یا تو اوسین

---

[۱] وجودی جو مفہوم میں نا ہو۔ یعنی عدم معتبر نہو ۱۲
[۲] عدمی جس کے مفہوم مین سلب معتبر ہو ۱۲
[۳] زید اچھا آدمی ہی۔ خالد اچھا آدمی نہین ہے
[۴] طبعیہ کے موضوع مین عموم کی قید صرف لحاظ مین معتبر ہی ۱۲
[۵] جملہ قدمائیہ کے موضوع مین عموم یا خصوص مین سے کوئی قید معتبر نہین ہے دونون سے قطع نظر ہے۔ نہ لحاظ مین معتبر ہے نہ ملحوظ مین۔ اسی وجہ سے اسکے موضوع پر احکام عموم و خصوص دونون کے جاری ہوتے ہین (انسان کلی ہے انسان نوع ہے حیوان جنس ہے۔ انسان کاتب ہے انسان شاعر ہے۔ حیوان آکل ہے حیوان شارب ہے) ۱۲ ۱۲ ۱۲

اس بات کی تصریح ہے کہ کتنے فردون پر حکم ہے۔ یا اُس سے سکوت ہی۔ اول محصورہ و مسوّرہ ہی۔ اور ثانی مہملہ متاخرین (انسان کاتب ہے) پھر محصورہ مین اگر حکم تمام افراد پر ایجاباً ہو تو موجبہ کلیہ ہے (ہر ذی علم قابل قدر ہی) اور سلباً ہو تو سالبہ کلیہ (کوئی جاہل قابل قدر نہین) اور اگر حکم بعض افراد پر ایجاباً ہو تو موجبہ جزئیہ ہے (بعض جاندار انسان ہین) اور سلباً ہو تو سالبہ جزئیہ (بعض جاندار انسان نہین) اداۃِ تصریح کا نام سُور ہے۔ موجبہ کلیہ کا سُور کل۔ سب۔ سارے۔ تمام۔ ہر۔ ہر ایک۔ اور جو لفظ انکے معنے مین ہو۔ سالبہ کلیہ کا سور ایک بھی نہین۔ کوئی نہین۔ کوئی بھی نہین۔ کچھ نہین۔ کچھ بھی نہین اور جو ان کا ہم معنے ہو۔ موجبہ جزئیہ کا سور بعض۔ کچھ۔ کوئی۔ اور جو انکے مثل ہو۔ سالبہ جزئیہ کا سور۔ بعض نہین۔ کل نہین۔ سب نہین۔ سارے نہین۔ تمام نہین۔ ہر ایک نہین اور جو انکے مانند ہو۔

جب موضوع و محمول مین تساوی ہوتی ہی تو اوس سے دو موجبہ کلیہ بنتے ہین۔ اور تباین سے دو سالبہ کلیہ۔ اور عموم مطلق سے ایک موجبہ کلیہ (جس کا موضوع اخص ہوتا ہی) اور ایک سالبہ جزئیہ (جس کا موضوع اعم ہوتا ہی) اور عموم من وجہ سے ایک موجبہ جزئیہ اور دو سالبہ جزئیہ بنتے ہین جنت مین اس تقسیم کے اقسام سے صرف محصورات اربعہ معتبر ہین) او

حاشیہ:

۱ یعنے جس لفظ سے کہ اس بات کی توضیح کی جائے کہ کس قدر افراد پر حکم ہے"
۲ کسی زبان مین ہو"
۳ ہر آدمی دانشمند جاندار ہے
۴ بڑا عقلمند جاندار آدمی ہے
۵ کوئی درخت پتھر نہین۔ کوئی پتھر درخت نہین
۶ ہر لڈو مٹھائی ہے"
۷ بعض مٹھائی لڈو نہین"
۸ بعض آم میٹھا ہے"
۹ بعض آم میٹھا نہین بعض میٹھا آم نہین"
۱۰ موجبہ کلیہ سالبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سالبہ جزئیہ
" " " "

۱۔ مہملہ متاخرین اسلئے محصورہ جزئیہ مین داخل ہے کہ اسمین حکم افراد پر ہوتا ہے اور حکم افراد پر خواہ کل ا پر ہو یا بعض پر دونون صورتون مین حکم بعض افراد پر ضرور ہوتا ہے اور جب حکم بعض افراد پر ہو تو جزئیہ صادق آیا۔

مہملہ متاخرین محصورہ جزئیہ مین داخل[۱] ہے اور مہملہ قدما بھی ایک
موجبہ ہو خواہ سالبہ ۱۲
صورت[۲] مین۔

(۳) محصورات مین اگر موضوع کے اونھین افراد پر حکم ہو جو بالفعل خارج مین موجود ہین تو اوس محصورہ کا نام خارجیہ ہے (ہر آدمی ایک سر کا ہے) اور اگر ایسے افراد پر حکم ہو جو خارج مین ممکن الوجود[۳] ہین تو حقیقیہ خارجیہ ہے (ہر آدمی جاندار ہے) اور اگر اونھین افراد پر حکم ہو جو بالفعل ذہن مین موجود ہین تو ذہنیہ ہے (ہر ایک[۴] نوع اپنی جنس سے اخص ہوتا ہے) اور اگر ایسے افراد پر حکم ہو جو ذہن مین ممکن الوجود[۵] ہین تو حقیقیہ ذہنیہ ہے (ہر ایک[۶] نوع اپنی جنس سے اخص ہوتا ہے) اور اگر مطلق[۷] افراد پر حکم ہو تو حقیقیہ ہے (ہر چار جفت ہے)

(۴) محصورات مین جو نسبت حکمیہ ہوتی ہے نفس الامر مین اوسکی کوئی نہ کوئی کیفیت (ضرورت[۸]۔ دوام۔ فعلیت۔ امکان وغیر ذلک)
ایجابیہ ہو یا سلبیہ ۱۲
بھی ضرور ہوتی ہے۔ اور کبھی کبھی اس کیفیت کا بیان بھی قضیہ مین ہو جاتا ہے۔ اس نفس الامری کیفیت کو مادہ کہتے ہین۔ اور جس لفظ کے وسیلے سے اس کیفیت کا بیان ہو اسکا نام جہت ہے۔

پھر اگر حکم ایجابی ہوا تو موجبہ جزئیہ صادق آیا اور سلبی ہوا تو سالبہ جزئیہ ۱۲ [۲] یعنی جس صورت مین کہ موضوع مہملہ قدما جو مطلق مفہوم ہے مفہوم بشرط خصوص کے ضمن مین صادق ہو (آدمی جاندار ہے) یا جس صورت مین کہ مفہوم بشرط عموم کے ضمن مین صادق ہو (انسان نوع ہے) صورت مذکورہ مین مہملہ قدما اسلئے محصورہ جزئیہ مین داخل ہے کہ حکم صورت مذکورہ مین حقیقۃً مفہوم موضوع بشرط خصوص پر ہے اور مفہوم بشرط خصوص عین فرد ہے تو حکم اس صورت مین فرد پر ہوا تو اسی دلیل سے جو مہملہ متاخرین مین ابھی مذکور ہوئی یہ بھی جزئیہ مین داخل ہوا ۱۲ [۳] اعم اس سے کہ بالفعل بھی خارج مین موجود ہون یا نہون ۱۲ [۴] یہ مثال اس تقدیر پر ہے کہ افراد نوع سے وہ افراد مراد ہون جو ذہن مین بالفعل موجود ہون ۱۲ [۵] اعم اس سے کہ بالفعل بھی ذہن مین موجود ہون یا نہون ۱۲ [۶] یہ مثال اس تقدیر پر ہے کہ افراد نوع سے وہ افراد مراد ہون جو ذہن مین پائے جا سکتے ہون اعم اس سے کہ پائے بھی جاتے ہین یا نہیں ۱۲ [۷] یعنی اعم اس سے کہ بالفعل خارج مین موجود ہون یا ممکن الوجود فی الخارج ہون اور اعم اس سے کہ بالفعل ذہن مین موجود ہون یا ممکن الوجود فی الذہن ہون ۱۲ [۸] ضرورت نسبت حکمیہ موضوع کو لازم یعنی موضوع سے ممتنع الانفکاک ہونا اور دوام یہ ہے کہ نسبت حکمیہ ہمیشہ پائی جائے یعنی موضوع سے کبھی نہ جدا ہو خواہ ممتنع الانفکاک بھی ہو یا نہو اور فعلیت یہ ہے کہ نسبت حکمیہ کسی نہ کسی وقت پائی جائے خواہ ممتنع الانفکاک بھی ہو یا نہو اور خواہ دائم ہو یا نہو اور امکان یہ ہے کہ نسبت حکمیہ پائی جا سکتی ہو خواہ ممتنع الانفکاک بھی ہو یا نہو اور خواہ کبھی جدا بھی ہو یا نہو اور خواہ کسی

اور جس محصورہ مین جہت مذکور ہو جائے اوسکو مُوَجَّہَہ ورُبَاعِیّہ کہتے ہین۔ اور جسمین جہت مذکور نہو اوسکو مُطلَقَہ کہتے ہین (ضرور سب آدمی جاندار ہین ممکن ہے کہ سارے آدمی ذی علم ہون) اِن دونون مثالون مین جو نسبت حکمیہ ایجابیہ کی نفس لامری کیفیت ہے وہ تو مادہ ہے۔ اور الفاظ ضرورت اور ممکن ہے جن سے اوس کیفیت کا بیان ہوا ہے جہت ہین۔ اور یہ دونون محصورے جن مین یہ جہتین مذکور ہین موجہہ ہین اور جب انمین سے یہ جہتین حذف کر دو تو مطلقہ ہین۔

موجہات کی بحث کسیقدر پیچیدہ اور مشکل ہی جس سے خوف ہے کہ مبتدی کا ذہن منتشر ہو جائے لہذا اس ابتدائی رسالے مین اس بحث سے سکوت کیا گیا۔

شرطیہ کے اقسام

شرطیہ مین اگر حکم بالاتصال ہو تو متصلہ ہے۔ اور حکم بالانفصال ہو تو منفصلہ حکم بالاتصال اس طرح ہوتا ہے کہ تالی کو مقدم کے ساتھہ وابستہ کر دین۔ یا دونون مین وابستگی کی نفی کر دین۔ اول کا نام موجبہ ہے اور ثانی کا سالبہ (اگر آفتاب[1] نکلا ہو گا تو دن ہو گا۔ ایسا نہین[2] ہی کہ اگر آفتاب نکلا ہو گا تو رات ہو گی) حکم بالانفصال اس طرح ہوتا ہے کہ مقدم اور تالی مین منافاۃ[3] کا حکم لگا دین۔ یا دونون مین منافاۃ کی نفی کر دین اول موجبہ ہے۔ ثانی سالبہ منافاۃ تین طرح پر ہوتی ہے۔ ۱۔ منافاۃ دو چیزون کے اجتماع مین

[1] یعنی دن کے ہونے کو آفتاب کے نکلنے کے ساتھ وابستہ کر دیا ۱۲

[2] یعنی رات کے ہونے اور آفتاب کے نکلنے مین وابستگی کی نفی کر دی ۱۲

[3] منافاۃ کے معنے دو چیزون مین سے ہر ایک کا دوسرے کی نفی کرنا تنافی کے بھی یہی معنے ہین ۱۲

چیزون کا ایک ساتھ صادق نہوسکنا ۲ منافاۃ دو چیزون کے ارتفاع مین یعنے دو چیزون کا ایک ساتھ کاذب نہوسکنا ۳ منافاۃ دو چیزون کے اجتماع وارتفاع دونون مین یعنے دو چیزون کا نہ ایک ساتھ صادق ہوسکنا نہ کاذب ہوسکنا۔

پس اگر منفصلہ مین منافاۃ فی الاجتماع یا اوسکی نفی کا حکم ہو تو منفصلہ مانعۃ الجمع ہے۔ (یہ چیز یا کتاب ہوگی یا کرسی ہوگی۔ ایسا نہین ہے کہ یہ چیز لاکتاب ہوگی یالاکرسی ہوگی)۔ اور اگر منافاۃ فی الارتفاع یا اوسکی نفی کا حکم ہو تو منفصلہ مانعۃ الخلو ہے (یہ چیز یالاکتاب ہوگی یالاکرسی ہوگی۔ ایسا نہین ہے کہ یہ چیز یا کتاب ہوگی یا کرسی ہوگی۔)

اور اگر منافاۃ فی الاجتماع والارتفاع معًا یا اوسکی نفی کا حکم ہو تو منفصلہ حقیقیہ ہے (یہ عدد یا طاق ہوگا یا جفت ہوگا۔ ایسا نہین ہے کہ یہ چیز آدمی ہوگی یا بشر ہوگی) **فائدہ** (منفصلہ مین گو بظاہر شرط مفہوم نہیں ہوتی لیکن مطلب مین شرطیت ضرور ہے۔ کیونکہ اوپر لکھی ہوئی مثالون کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ چیز کتاب ہے تو کرسی نہین اور کرسی ہے توکتاب نہین۔ یا اگر یہ عدد طاق ہو تو جفت نہین اور جفت ہو تو طاق نہین۔ اور طاق نہین تو جفت ہو۔ اور جفت نہین تو طاق ہو۔ وعلی ہذا القیاس۔ لہذا منفصلہ بھی شرطیہ مین معدود)

پھر متصلہ مین کبھی تالی مقدم کو لازم ہوتی ہے اور کبھی نہین۔ تو اگر متصلہ مین لزوم کی تصریح کردی جائے تو متصلہ لزومیہ ہے۔ (جب آفتاب نکلتا ہو تو ضرور

دن ہوتا ہے) اور اگر عدم لزوم کی تصریح کر دی جائے تو متصلہ اتفاقیہ ہے (جب خالد باتین کرنے لگتا ہے تو اتفاقاً گدہے بھی رینگنے لگتے ہین)۔ اور اگر کسی کی تصریح نہ کی جائے[1] مطلق رہنے دیا جائے تو متصلہ مطلقہ ہے (اوپر کی دونون مثالون سے ضرور اور اتفاقاً کا لفظ حذف کر دو متصلہ مطلقہ کی مثالین بن جائین گی)

جب دو چیزون مین لزوم ہوتا ہے تو اون دونون (لازم و ملزوم) کے درمیان اس لزوم کا کوئی علاقہ بھی ضرور ہوتا ہے۔ لزوم کے علاقے چار طرح پر ہوتے ہین۔

۱۔ مقدم کا تالی کی علت ہونا۔ (اگر آفتاب نکلا ہوگا تو ضرور دن ہوگا)

۲۔ تالی کا مقدم کی علت ہونا (اگر دن ہوگا تو ضرور آفتاب نکلا ہوگا)

۳۔ کسی تیسری چیز کا مقدم اور تالی دونون کی علت ہونا (اگر دن نکلا ہوگا۔ تو ضرور جہان روشن ہوگا۔ ۴۔ مقدم اور تالی کا متضایفین ہونا یعنے اون مین تضایف[2] کی نسبت کا ہونا (اگر زید عمر وسے بڑا ہوگا تو ضرور عمر و زید سے چھوٹا ہوگا)

منفصلہ مین (خواہ حقیقیہ ہو یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو) تنافی کبھی ذاتی ہوتی ہے اور کبھی اتفاقی۔ ذاتی تنافی یہ ہے کہ مقدم اور تالی کے مفہومون مین تنافی ہو (یعنے اگر منفصلہ حقیقیہ ہو تو مقدم اور تالی مین سے ہر ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم کا نقیض یا مساوی نقیض ہو۔ اور مانعۃ الجمع ہو تو ہر ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم کے نقیض سے اخص ہو۔ اور مانعۃ الخلو ہو تو ہر ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم کے نقیض سے اعم ہو) اور اتفاقی تنافی یہ ہے کہ مقدم اور

[1] یعنی نہ لزوم کی تصریح کی جائے نہ عدم لزوم کی بلکہ دونون کی تصریح سے سکوت کیا جائے اور مطلق رہنے دیا جاوے

[2] دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۰

تالی میں بحسب الاتفاق تنافی ہو. اونکے مفہومون میں تنافی نہ ہو،
اگر منفصلہ میں تنافی ذاتی کی تصریح کر دی جائے تو منفصلہ عنادیہ ہے۔
(ضرور یہ عدد یا طاق ہوگا یا جفت ہوگا۔ ضرور یہ چیز یا درخت ہوگی یا پتھر
مثال حقیقیہ عنادیہ" مثال مانعۃ الجمع عنادیہ"
ہوگی۔ ضرور یہ چیز یا لاکتاب ہوگی یا لاکرسی ہوگی) اور اگر تنافی
مثال مانعۃ الخلو عنادیہ"
اتفاقی کی تصریح کر دی جائے تو منفصلہ اتفاقیہ ہے۔
(کسی آدمی کی نسبت جو گورا اور جاہل ہو یہ کہا جائے کہ اتفاقاً
یہ آدمی یا کالا ہے یا جاہل ہے۔ اتفاقاً یہ آدمی کالا ہے یا عالم ہے
مثال حقیقیہ اتفاقیہ مثال مانعۃ الجمع اتفاقیہ"
اتفاقاً یہ آدمی گورا ہے یا جاہل ہے) اور اگر ان میں سے کسی کی
مثال مانعۃ الخلو اتفاقیہ"
تصریح نہ کی جائے مطلق رہنے دیا جائے تو منفصلہ مطلقہ ہے
(اوپر کی مثالوں سے ضرور اتفاقاً کا لفظ حذف کر دو منفصلہ مطلقہ
کی مثالیں بن جائیں گی) تحت میں متصلہ کے اقسام سے صرف
لزومیہ اور منفصلہ کے اقسام سے صرف عنادیہ معتبر ہے
متصلہ مطلقہ جسمین تالی مقدم کو لازم ہو لزومیہ مین داخل ہے۔
اور منفصلہ مطلقہ جسمین تنافی ذاتی ہو عنادیہ مین داخل ہے
حملیہ کی طرح شرطیہ بھی شخصیہ و محصورہ و مہملہ ہوتا ہے۔ لیکن شرطیہ
مہملہ قدمائیہ و طبعیۃ نہین ہوتا۔
حملیہ میں اس تقسیم کا مدار موضوع پر تھا۔ شرطیہ میں مقدم کے

ملہ یعنے نہ ذاتی تنافی کی تصریح کی جائے نہ اتفاقی تنافی کی بلکہ دونوں کی تصریح سے سکوت کیا جائے اور مطلق رہنے دیا جائے"

ملہ اگرچہ اس لزوم کی تصریح نہ کی گئی" ۱۲ ۱۲ ۱۲

ملہ اگرچہ اس تنافی ذاتی کی تصریح نہ کی گئی"

حالات پر ہے۔ یعنی اگر مقدم کی کسی خاص حالت پر حکم لزومی[1] یا
عنادی[2] ہے۔ تو شخصیہ و مخصوصہ ہے (اگر زید[3] آج مجھسے ملے گا۔
تو مین ضرور اوسکو انعام دونگا) اور اگر کسی خاص حالت پر حکم
نہین ہے تو دو حال سے خالی نہین۔ یا اوس مین اس بات
کی تصریح ہے کہ کسقدر حالات پر حکم ہے۔ یا اس سے سکوت
ہے۔ اول محصورہ و مُسوَّرہ ہے۔ اور ثانی مہملہ (پورْوا[4] ہوا چلتی
ہے تو پانی برستا ہے۔ یہ چیز یا درخت ہوگی یا پتھر ہوگی) پھر محصورہ
مین اگر حکم مقدم کے کل حالات پر ایجاباً ہے تو موجبہ کلیہ ہے
(جب آفتاب نکلے گا تو دن ہوگا۔ ہمیشہ یہ عدد یا طاق ہوگا یا جفت ہوگا
اور سلباً ہے تو سالبہ کلیہ (ایسا کبھی نہین ہے کہ اگر آفتاب نکلیگا تو
رات ہوگی۔ ایسا کبھی نہین ہے کہ یہ عدد یا جفت ہوگا یا زوج ہوگا) اور
اگر حکم مقدم کے بعض حالات پر ایجاباً ہے تو موجبہ جزئیہ ہے
(کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ کوئی پھل خوبصورت ہو تو میٹھا ہی ہو)
اور سلباً ہے تو سالبہ جزئیہ (کبھی ایسا نہین ہی ہوتا کہ کوئی
پھل خوبصورت ہو تو میٹھا ہی ہو)
مقدم کے حالات کا نام تقدیرات و اَوضاع بھی ہے۔
متصلہ موجبہ کلیہ کا سور۔ جب جس حالت مین جس تقدیر پر

[1] متصلہ لزومیہ مین۔
[2] منفصلہ عنادیہ مین۔
[3] اس مثال مین انعام دینا زید کے ملنے پر منحصر ہے لیکن نہ عام ملنا بلکہ و... اگر آج ہو۔
[4] اس مثال مین یہ صراحت نہین کہ ہمیشہ اور ہر حالت مین پورْوا ہوا کے ساتھ ضرور پانی آتا ہے۔ یا کبھی کبھی ۱۲

جس وضع پر۔ اور جو لفظ اِن کے معنے مین ہو۔ منفصلہ موجبہ
کلیہ کا سور۔ ہمیشہ۔ ہر حالت مین۔ ہر تقدیر پر۔ ہر وضع پر۔
اور جو اِن کا ہم معنی ہو۔ سالبہ کلیہ کا سور۔ ایسا کبھی نہیں۔
ایسا ہرگز نہین۔ اور جو ان کے مثل ہو۔ موجبہ جزئیہ کا سور
کبھی۔ کسی حالت مین۔ بعض حالت مین۔ کسی تقدیر پر۔ بعض
تقدیر پر۔ کسی وضع پر۔ بعض وضع پر اور جو اِن کے مانند ہو۔
سالبہ جزئیہ کا سور۔ کبھی ایسا نہین بھی۔ کسی حالت مین ایسا
نہین ہی۔ کسی تقدیر پر ایسا نہین ہی۔ اور جو اِنکے مرادف ہو
موجبہ کلیہ کے سور پر نفی لانے سے ہی سالبہ جزئیہ کا سور
بن جاتا ہے۔

ملے متصل ہو یا منفصلہ

تنبیہ

(۱) مقدم اور تالی اصل مین دو قضیے تھے۔ لیکن جزو
شرطیہ ہو جانے سے مرکب تام باقی نہ رہے۔ لہذا قضایا
کے دفتر سے اِن کا نام خارج ہو گیا۔

(۲) شرطیہ (متصلہ ہو یا منفصلہ) کے صدق و کذب کا
مناط مقدم یا تالی کا صدق و کذب نہین ہے۔ بلکہ اس کا
مناط حکم اتصالی یا انفصالی کا واقعی یا غیر واقعی ہونا ہے۔

یعنی اگر حکم اتصالی یا انفصالی واقعی ہے تو شرطیہ صادق ہے ورنہ کاذب. مقدم اور تالی کیسے[۱] ہی ہوں۔

قضایا کے اقسام کا بیان ہوچکا۔ اب قضایا کے احکام سنو کیونکہ حجت میں تم کو اِن کی ضرورت پڑے گی. قضایا کے احکام کل چار ہیں۔

۱. تناقض ۲. عکس مستوی. ۳. عکس نقیض ۴. تلازم شرطیات

تناقض

جب دو مختلف بایجاب وسلب قضیوں میں انفصال حقیقی[۲] عنادی ہو تو ایسے دو قضیوں کو ایک دوسرے کا نقیض کہتے ہیں۔ اور ان کی نسبت[۳] کو تناقض.

تناقض کی یہ تین ضروری شرطیں ہیں۔

(۱) دونوں قضیے. کیفیت (ایجاب وسلب) میں مختلف ہوں۔ (یعنے ایک موجبہ دوسرا سالبہ ہو۔ اگر دونوں موجبے یا دونوں سالبے ہوں تو تناقض نہ ہوگا)

(۲) دونوں قضیے. کمیت (کلیت وجزئیت) میں مختلف ہوں۔ (حملیے ہوں یا شرطیے ۱۲) (یعنے ایک کلیہ دوسرا جزئیہ ہو۔ اگر دونوں کلیے یا دونوں جزئیے ہوں تو تناقض نہ ہوگا)، "سارے پھل میٹھے ہوتے ہیں

[۱] یعنے صادق ہوں یا کاذب ۱۲

[۲] یعنے تنافی ذاتی صدق وکذب دونوں میں ہو یعنے دونوں قضیوں کے مفہوموں میں تنافی ہو اور دونوں نہ ایک ساتھ صادق ہوسکیں نہ کاذب ۱۲

[۳] یعنے دو مختلف بایجاب وسلب قضیوں میں انفصال حقیقی عنادی ہونے کو تناقض کہتے ہیں ۱۲

: اگر ان مین تناقض ہوتا تو دونون ایک ساتھ کاذب نہ ہوسکتے ۱۲ ؎ اگر ان مین تناقض ہو دونون ایک ساتھ صادق نہ ہوسکتے ۱۲ ؎ مثلاً مفعول بہ، مفعول مطلق، مفعول لہ، حال، تمیز وغیرہ ۱۲ ؎ یعنی ایک قضیہ مین جو موضوع ہے بعینہ اور بجمیع قیود دوسرے قضیے مین بھی وہی موضوع ہو۔ اور ایک قضیے مین جو محمول ہے بعینہ اور بجمیع قیود دوسرے قضیے مین بھی وہی محمول ہو۔ ۱۲ ؎ مثلاً سب آدمی جاندار ہین بعض جسم جاندار نہین۔ یہ دو قضیے ہین ایک کا موضوع آدمی ہے اور دوسرے کا جسم۔

کوئی پھل میٹھا نہیں ہوتا۔ یہ دونون کلیے کاذب ہین
"بعض پھل میٹھے ہوتے ہین۔ بعض پھل میٹھے نہین
ہوتے"۔ یہ دونون جزئیے صادق ہین۔

(۳) دونون قضیے کیفیت و کمیت کے

حملیے ہون یا شرطیے ۱۲

علاوہ (اور موجہات مین جہت کے بھی علاوہ) اور تمامی دیگر امور مین متحد ہون (یعنے اگر دونون قضیے حملیے ہون تو موضوع مین محمول مین۔ اور موضوع و محمول کی ساری قیود مین (خواہ وہ قیود از قبیل زمان ہون یا از قبیل مکان یا شرط یا اضافت یا قوت و فعل یا اسکے سوا ہون سب مین) دونون متحد ہون اگر موضوع یا محمول یا انکی کوئی قید دونون قضیون مین مختلف ہوجائے تو تناقض نہ ہوگا۔ اور اگر دونون قضیے شرطیے ہون تو اتصال و انفصال اور لزوم و عناد مین

ان مین اختلاف کیفیت و کمیت کا موجود ہے اور پھر بھی متناقض نہین کیونکہ دونون کا موضوع ایک نہین ہے ۱۲ ؎ مثلاً "سب آدمی جاندار ہین بعض آدمی پتھر نہین"۔ یہ دونون قضیے متناقض نہین کیونکہ دونون کا محمول ایک نہین ۱۲ ؎ مثلاً "کوئی چمگادڑ دن کو نہین دیکھتا بعض چمگادڑ رات کو دیکھتے ہین"۔ یہ دونون متناقض نہین۔ کیونکہ دونون متحد الزمان نہین۔ اور "کوئی مچھلی خشکی مین نہین رہتی۔ بعض مچھلیان پانی مین رہتی ہین"۔ یہ دونون بھی متناقض نہین کیونکہ متحد المکان نہین۔ اور سب جاندار آدمی ہین بشرطیکہ ناطق ہون۔ بعض جاندار آدمی نہین بشرطیکہ لاناطق ہون"۔ یہ دونون بھی متناقض نہین کیونکہ متحد الشرط نہین۔ اور سب آدمی حضرت آدمؑ کی اولاد ہین۔ سب آدمی حضرت ابراہیمؑ کی اولاد نہین"۔ ان دونون مین بھی تناقض نہین کیونکہ دونون متحد الاضافۃ نہین۔ اور سب آدمی بالقوۃ عالم ہین۔ بعض آدمی بالفعل عالم نہین ان مین بھی تناقض نہین کیونکہ قوت و فعل مین متحد نہین۔ ایک مین قوت کی قید ہے دوسرے مین فعل کی۔ اور "سب آدمی فطرتاً (یعنے بنی آدم ہونے کے اعتبار سے) اچھے ہین۔ بعض آدمی خلقاً یعنے چال چلن کے اعتبار سے) اچھے نہین"۔ ان مین بھی تناقض نہین۔ کیونکہ تمیز مین متحد نہین۔ علیٰ ہذا القیاس اگر اور بھی کوئی قید موضوع یا محمول کی بدل جائے تو تناقض نہ ہوگا ۱۲

بھی دونوں متحد ہوں (یعنی اگر ایک متصلہ لزومیہ ہو تو دوسرا بھی متصلہ لزومیہ ہو۔ اور ایک منفصلہ عنادیہ ہو تو دوسرا بھی منفصلہ عنادیہ ہو) (قضیئے ۱۲)

اِن شرائط مذکورہ بالا سے تم نے سمجھا ہوگا کہ ہر موجبہ کلیہ کا (حملیہ ہو یا شرطیہ ۱۲) نقیض سالبہ جزئیہ ہی ہوتا ہے۔ وبالعکس (سب آدمی جاندار ہیں۔ بعض آدمی جاندار نہیں) اور ہر سالبہ کلیہ کا نقیض موجبہ جزئیہ ہی ہوتا ہے۔ (یعنی ہر سالبہ جزئیہ کا نقیض موجبہ کلیہ ہوتا ہے ۱۲) وبالعکس (کوئی آدمی جاندار نہیں۔ بعض آدمی جاندار ہیں) (یعنی ہر موجبہ جزئیہ کا نقیض سالبہ کلیہ ہی ہوتا ہے ۱۲) اسی طرح ہر متصلہ[1] لزومیہ کا نقیض متصلہ لزومیہ ہی ہوتا ہے۔ اور ہر منفصلہ[2] عنادیہ کا منفصلہ عنادیہ۔

(شخصیات کے تناقض کی بھی باستثنا[3] شرط دوم یہی سب شرطیں ہیں۔)

عکسِ مستوی

جب قضیے کے دونوں طرفوں (موضوع ومحمول۔ یا مقدم وتالی) کی ترتیب بدل دو (یعنی پہلے جزء کو دوسرے کی جگہ اور دوسرے کو پہلے کی جگہ رکھو) تو اس تبدیل سے جو نیا قضیہ حاصل ہو وہ اصل قضیے کا عکس مستوی کہلاتا ہے۔

---

[1] یعنی متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ کا نقیض متصلہ لزومیہ سالبہ جزئیہ ہوتا ہے وبالعکس۔ اور متصلہ لزومیہ سالبہ کلیہ کا نقیض متصلہ لزومیہ موجبہ جزئیہ ہوتا ہے وبالعکس ۱۲

[2] یعنی منفصلہ عنادیہ موجبہ کلیہ کا نقیض منفصلہ عنادیہ سالبہ جزئیہ ہوتا ہے وبالعکس اور منفصلہ عنادیہ سالبہ کلیہ کا نقیض منفصلہ عنادیہ موجبہ جزئیہ ہوتا ہے وبالعکس۔

فائدہ: متصلہ اتفاقیہ کا نقیض بھی متصلہ اتفاقیہ اور منفصلہ اتفاقیہ کا نقیض منفصلہ اتفاقیہ ہی ہوتا ہے لیکن چونکہ اتفاقی حجت میں معتبر نہیں ہے اس کے ذکر سے قطع نظر کی گئی ۱۲

[3] شرط دوم کا استثنا اس لئے کیا گیا کہ شرط دوم یہ ہے کہ دونوں قضیے کمیت یعنی کلیت وجزئیت میں مختلف ہوں اور قضایا شخصیہ میں کلیت وجزئیت ہوتی نہیں ۱۲ ۱۲

بشرطیکہ یہ نیا قضیہ اصل کو لازم[1] ہوا ور لازم بھی کیسا کہ اخص[2] لازم۔ (اس عکس کا دوسرا نام عکس مستقیم ہے)

عکس مستوی کی یہ دو ضروری شرطین ہین۔

(۱) دونون قضیے کیف[3] مین متفق ہون (یعنے اگر اصل موجبہ ہو تو عکس بھی موجبہ ہو۔ اور اصل سالبہ ہو تو عکس بھی سالبہ ہو)

(۲) دونون قضیے صدق مین متفق ہون۔ یعنے اگر اصل سچا ہو یا سچا مانا گیا ہو تو عکس بھی سچا ہو یا اوس کا سچا ماننا پڑے

(ان دونون شرطون کے اعتبار سے) ہر موجبہ (کلیہ ہو یا جزئیہ حملیہ ہو یا شرطیہ) کا عکس موجبہ جزئیہ ہی آتا ہے۔ اور سالبہ کلیہ کنفسہا منعکس ہوتا ہے۔ نقشہ ذیل ملاحظہ کرو۔

نام اصل	اصل	نام عکس	عکس
موجبہ کلیہ حملیہ	سب آدمی جاندار ہین۔	موجبہ جزئیہ حملیہ	بعض جاندار آدمی ہین۔
موجبہ جزئیہ حملیہ	بعض آدمی جاندار ہین۔	؍؍	؍؍
سالبہ کلیہ حملیہ	کوئی آدمی پتھر نہین۔	سالبہ کلیہ حملیہ	کوئی پتھر آدمی نہین۔
موجبہ کلیہ شرطیہ	جب آفتاب نکلے گا تو دن ہوگا۔	موجبہ جزئیہ شرطیہ	کبھی ایسا ہوگا کہ اگر دن ہوگا تو آفتاب نکلا ہوگا
موجبہ جزئیہ شرطیہ	کبھی ایسا ہوگا کہ اگر آفتاب نکلے گا تو دن ہوگا۔	؍؍	؍؍
سالبہ کلیہ شرطیہ	ہرگز ایسا نہیں کہ اگر آفتاب نکلے گا تو رات ہوگی۔	سالبہ کلیہ شرطیہ	ہرگز ایسا نہین کہ اگر رات ہوگی تو آفتاب نکلا ہوگا۔

[1] لازم کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر نیا قضیہ اصل کو لازم نہ ہو (یعنے اصل کے سچا ہونے سے اوسکا سچا ہونا یا ماننے سے اوسکا سچا ماننا لازم نہ آتا ہو) تو وہ نیا قضیہ اصل کا عکس نہیں کہلاتا جیسے موجبہ کلیہ۔ موجبہ کلیہ کا عکس نہ ہوگا کیونکہ موجبہ کلیہ کو اوسکی تبدیل سے موجبہ کلیہ لازم نہیں ہے مثلاً "ہر آدمی جاندار ہے" صادق ہے اور اسکی تبدیل کے بعد "ہر جاندار آدمی ہے" صادق نہین۔ اور سالبہ جزئیہ کا کچھ بھی عکس نہ ہوگا یعنے نہ سالبہ کلیہ نہ سالبہ جزئیہ۔ کیونکہ سالبہ جزئیہ کو اوسکی تبدیل کے بعد کوئی نیا قضیہ لازم نہین ہے نہ سالبہ کلیہ نہ سالبہ جزئیہ مثلاً "بعض جاندار آدمی نہین" صادق ہے۔ اور اسکی تبدیل کے بعد "کوئی آدمی جاندار نہین" یا "بعض آدمی جاندار نہین" صادق نہین۔ وعلی ہذا القیاس۔

[2] اخص لازم کی قید اس لئے لگائی گئی کہ کبھی اصل کو اوس کی تبدیل کے بعد کئی نئے قضیے لازم ہوتے ہین اور وہ سب اصل کے عکس نہین کہلاتے بلکہ جو ان مین سب سے اخص ہو وہی اصل کا عکس کہلاتا ہے۔ اعم عکس نہین کہلاتا۔ مثلاً سالبہ کلیہ کو اوس کی تبدیل کے بعد سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ دونون لازم ہین اور سالبہ جزئیہ سے اخص ہے تو سالبہ کلیہ ہی سالبہ کلیہ کا عکس ہوگا نہ سالبہ جزئیہ جیسے "کوئی آدمی پتھر نہین" کا عکس "کوئی پتھر آدمی نہین" ہے۔ وعلی ہذا القیاس۔

[3] یعنے اصل و عکس۔

[4] یعنے سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہی آتا ہے

(۱) ثبوت

اگر موجبہ (کلیہ ہو یا جزئیہ) کا عکس موجبہ جزئیہ صادق نہ آئیگا تو اسکا نقیض (سالبہ کلیہ) ضرور صادق آئیگا۔ اور جب اس نقیض کو اصل کے ساتھہ ملاؤگے تو نتیجہ محال یعنے سلب الشئ عن نفسہ نکلے گا۔

اسیطرح اگر سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ صادق نہ آئیگا تو اوسکے نقیض کو اصل کے ساتھ ملانے سے سلب الشئ عن نفسہ لازم آئے گا۔

مثال

"سب آدمی یا بعض آدمی جاندار ہین" صادق ہے۔ اگر اس کا عکس "بعض جاندار آدمی ہین" صادق نہ آئیگا۔ تو اسکا نقیض (کوئی جاندار آدمی نہیں) ضرور صادق آئے گا۔ اب اس نقیض کو اصل کے ساتھ ملاکر یوں کہو۔

"سب آدمی یا بعض آدمی جاندار ہین۔ اور کوئی جاندار آدمی نہیں"۔ تو نتیجہ یہ نکلے گا "کوئی آدمی یا بعض آدمی آدمی نہین" اور یہی سلب الشئ عن نفسہ ہے۔ (وعلیٰ ہذا القیٰس)

کیونکہ اگر سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ صادق نہ آئیگا تو اوس کو نقیض موجبہ جزئیہ ضرور صادق آئیگا اور جب اس نقیض کو اصل کے ساتھہ ملاؤگے تو نتیجہ سلب الشئ عن نفسہ نکلے گا مثلاً "کوئی آدمی پتھر نہین" صادق ہے اگر اسکا عکس "کوئی پتھر آدمی نہین" صادق نہ آئے گا۔ تو اسکا نقیض (بعض پتھر آدمی ہین") ضرور صادق آئیگا۔ اب اس نقیض کو اصل کے ساتھ ملاکر یوں کہو "بعض پتھر آدمی ہین اور کوئی آدمی پتھر نہین"۔ نتیجہ یہ نکلیگا "بعض پتھر پتھر نہین" اور یہی سلب الشئ عن نفسہ ہے۔

ثبوت (۲)

اگر موجبہ کا عکس موجبہ جزئیہ صادق نہ آئیگا تو اوس کا نقیض (کلیہ ہو یا جزئیہ[1]) سالبہ کلیہ ضرور صادق آئے گا۔ اور جب اوس کا نقیض (سالبہ کلیہ[1]) صادق آئیگا تو اوس نقیض کا عکس بھی ضرور صادق آئے گا اور جب اوس نقیض کا عکس صادق آئیگا تو اصل ضرور جھوٹا ہو جائیگا (کیونکہ یہ عکس اصل کا منافی ہوگا) لیکن اصل تو سچا مانا جاچکا ہے تو بالضرور نقیض ہی جھوٹا ہوگا تو عکس مطلوب سچا ہوگا۔ وہو المطلوب۔

اسی طرح اگر سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ صادق نہ آئیگا تو اصل کا جھوٹا ہونا لازم[2] آجائے گا۔

پہلے ثبوت کا نام خُلف۔ اور دوسریکا نام طریق العکس ہے۔ موجبات[3] حملیہ کے عکس کا ایک تیسرا ثبوت بھی ہے جسکا نام افتراض ہے چونکہ اوس مین کسیقدر پیچیدگی ہے۔ اور خُلف اور طریق العکس کے بعد اوسکی چندان ضرورت بھی باقی نہین رہی اسلئے اس ابتدائی رسالے مین اوس سے سکوت کیا گیا۔

موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہین آتا

(کیونکہ عکس اصل کو لازم ہوتا ہے۔ حالانکہ سب آدمی جاندار ہین)

---

[1] کیونکہ عکس اصل کو لازم ہوتا ہے مکرر تو جب اصل یعنی نقیض صادق مانا گیا تو اسکے عکس کو بھی صادق (ہونا ضروری ہے)۔

[2] کیونکہ ... عکس سالبہ ... صادق نہ آئیگا تو اوسکا نقیض موجبہ جزئیہ ضرور صادق آئیگا اور جب اوسکا نقیض موجبہ جزئیہ صادق آئیگا تو اوسکے نقیض کا عکس بھی ضرور صادق آئیگا کیونکہ عکس اصل کو لازم ہوتا ہے اور جب اوس نقیض کا عکس صادق آئیگا تو اصل جھوٹا ہو جائیگا (کیونکہ یہ عکس صدق مین اصل کا منافی ہوگا لیکن اصل تو سچا مانا جاچکا ہے تو بالضرور نقیض ہی جھوٹا ہوگا تو عکس مطلوب سچا ہوگا اور یہی ثابت کرنا تھا)

[3] موجبات حملیہ کی قید اس لئے ہے کہ تیسرا ثبوت جسکا نام افتراض ہے اس سے سالبہ حملیہ کا عکس ثابت نہیں ہوتا اسیطرح شرطیات کا بھی عکس اس سے ثابت نہین ہوتا خواہ شرطیات موجبہ ہون یا سالبہ لیکن سالبہ جزئیہ خاصہ کا عکس جو اس سے ثابت ہوتا ہے تو بحیثیت ایجاب (جسپر قید لا دوام اشارہ دال ہے) ثابت ہوتا ہے نہ بحیثیت سلب اس کی تفصیل حال موجہات کی بحث مین سنئے (۱۲)

یہ اسلئے کہ منفصلات کے عکس سے اصل مطلب میں کچھ فرق نہیں آتا اصل اور عکس دونوں کا مطلب ایک ہی ہے

صادق ہے۔ اور اگر اس کو اولٹ کر یوں کہو "سب جاندار آدمی ہیں" تو صریح جھوٹ ہوگا۔ اسیطرح "جب کوئی چیز آدمی ہوگی تو ضرور جاندار ہوگی" صادق ہے۔ اور اگر اس کو اُلٹ کر یوں کہو "جب کوئی چیز جاندار ہوگی تو ضرور آدمی ہوگی" تو صریح غلط ہوگا۔

سالبہ جزئیہ کا کچھ بھی عکس نہیں آتا

(یعنے نہ سالبہ کلیہ نہ سالبہ جزئیہ)

دیکھو کہ "بعض جاندار آدمی نہیں" صادق ہے۔ اور "کوئی آدمی یا بعض آدمی جاندار نہیں" محض غلط۔ اسیطرح "ایسا نہیں ہے کہ جب کوئی چیز جاندار ہوگی تو آدمی ہوگی" صادق ہے۔ اور "ایسا نہیں ہے کہ جب کوئی چیز آدمی ہو یا ہرگز ایسا نہیں ہے کہ اگر کوئی چیز آدمی ہو تو جاندار ہو" محض گپ۔

منفصلات کے عکس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اس لئے اوسکا بھی عکس نہیں آتا۔

عکس النقیض

جب قضیے کے دونوں طرفوں کے نقیضوں کی ترتیب بدل دو۔ تو اس تبدیل سے جو نیا قضیہ حاصل ہو اصل قضیے کا عکس النقیض کہلاتا ہے۔ بشرطیکہ یہ نیا قضیہ

منفصلات میں [illegible] طرح حکم ہوتا ہے کہ مقدم اور تالی ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ اگر اسکا عکس کرو تو عکس کا بھی مطلب یہی ہوگا کہ مقدم اور تالی ایک دوسرے کے منافی ہیں کیونکہ منافاۃ طرفین سے ہوتی ہے جب ایک چیز دوسری چیز کی منافی ہوتی ہے تو دوسری بھی پہلی کے منافی ہوتی ہے بخلاف متصلات کے کہ انکے عکس سے اصل مطلب میں فرق آجاتا ہے [illegible] اصل عکس [illegible] کا [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] متصلات میں حکم اس طرح ہوتا ہے کہ تالی مقدم کو لازم اور مقدم ملزوم ہے اور لزوم کو ضرور نہیں کہ طرفین سے ہو صرف ایک طرف سے بھی ہو سکتا ہے بلکہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ تو متصلات میں اصل صرف اسیقدر ظاہر ہوتا ہے کہ ایک یعنی تالی دوسرے یعنی مقدم کو لازم ہے اور یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ دوسرا مقدم بھی اول یعنی تالی کو لازم ہے اور عکس یہ بتاتا ہے کہ دوسرا بھی اول کو لازم ہے [illegible] اصل کا مطلب ہے کہ ایک دو [illegible]

لہ لازم کی قید اسلئے لگائی گئی کہ اگر نیا قضیہ اصل کو لازم نہ ہو یعنی اصل کے سچا ہونے سے اوسکا سچا ہونا یا اصل کے سچا ماننے سے اوسکا سچا [illegible] لازم نہ آتا ہو تو وہ نیا قضیہ اصل کا عکس النقیض نہیں کہلائے گا جیسے سالبہ کلیہ سالبہ کلیہ کا عکس النقیض نہ ہوگا کیونکہ سالبہ کلیہ کو اسکی طرفوں کی نقیضوں کے تبدیل کے بعد سالبہ کلیہ لازم نہیں ہو مثلاً "کوئی انسان حجر نہیں" صادق ہو اور اسکے طرفوں کی نقیضوں کی تبدیل کے بعد "کوئی لاحجر لاانسان نہیں" صادق نہیں۔ اسی طرح موجبہ جزئیہ کا کچھ بھی عکس النقیض نہ ہوگا یعنی نہ موجبہ کلیہ نہ موجبہ جزئیہ کیونکہ موجبہ جزئیہ کو اوسکے طرفوں نقیضوں کی تبدیل کے بعد کوئی نیا قضیہ لازم نہیں [illegible] کلیہ نہ موجبہ جزئیہ [illegible] لاانسان حیوان ہیں" [illegible] ہو۔ اور اسکے طرفوں کی نقیضوں کی تبدیل کے بعد "سب لاحیوان انسان ہیں" یا "بعض لاحیوان انسان ہیں" ان دونوں سے کوئی صادق نہیں۔ وعلیٰ ہذا القیاس

سلہ اخص لازم کی قید اسلئے لگائی گئی کہ اگر اصل کو اس کی طرفوں کی نقیضوں کی تبدیل کے بعد کئی نئے قضیے لازم ہوں تو ان میں سے اخص ہوگا وہی اصل کا عکس النقیض کہلائیگا اعم عکس النقیض نہیں کہلائے گا مثلاً موجبہ کلیہ کو اون کے

اصل کو لازم[1] ہو اور لازم بھی کیسا کہ اخص[2] لازم۔

عکس النقیض کی بھی وہی دونوں شرطیں ہیں جو عکس مستوی کی تھیں۔ لیکن عکس النقیض میں موجبات اور سوالب کا حکم عکس مستوی کے برعکس ہے یعنی عکس النقیض میں موجبہ کلیہ کنفسہا منعکس ہوتا ہے۔ اور سالبہ (کلیہ ہو یا جزئیہ) کا عکس النقیض سالبہ جزئیہ ہی آتا ہے۔ نقشہ ذیل دیکھو۔

نام اصل	اصل	نام عکس	عکس
حملیہ موجبہ کلیہ	سب انسان حیوان ہیں	حملیہ موجبہ کلیہ	سب لاحیوان لاانسان ہیں
حملیہ سالبہ کلیہ	کوئی انسان حجر نہیں	حملیہ سالبہ جزئیہ	بعض لاحجر لاانسان نہیں۔
حملیہ سالبہ جزئیہ	بعض انسان حجر نہیں۔	"	"
شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ	جب آفتاب نکلیگا تو دن ہوگا	شرطیہ متصلہ موجبہ کلیہ	جب دن نہ ہوگا تو آفتاب نہ نکلیگا
شرطیہ متصلہ سالبہ کلیہ	ہرگز ایسا نہیں ہو کہ اگر آفتاب نکلے گا تو رات ہوگی۔	شرطیہ متصلہ سالبہ جزئیہ	کبھی ایسا نہیں ہی ہو کہ اگر رات نہ ہوگی تو آفتاب نکلیگا
شرطیہ متصلہ سالبہ جزئیہ	کبھی ایسا نہیں ہی ہو کہ اگر آفتاب نکلیگا تو رات ہوگی	"	"

طرفوں کی نقیضوں کی تبدیل کے بعد موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ دونوں لازم ہیں اور موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سے اخص ہے پس موجبہ کلیہ [illegible]

عکس النقیض کا جو طریق مذکور ہوا یہ قدیم طریق ہے۔ اور علوم میں بھی مستعمل ہے جدید طریق یہ ہے کہ پہلے جزو کو دوسرے کی جگہہ اور دوسرے کے نقیض کو پہلے کی جگہہ رکھتے ہین۔ اور اس تبدیل سے جو نیا قضیہ حاصل ہوتا ہے اوس کو کیف مین اصل سے مختلف[۱] کر دیتے ہین۔ اس طریق سے موجبہ کلیہ کا عکس النقیض سالبہ کلیہ[۲] آتا ہے اور سالبہ (کلیہ ہو یا جزئیہ) کا عکس النقیض موجبہ جزئیہ[۳] آتا ہے۔ باقی شرطا[۴] اور ثبوت[۵] اس نئے طریق کے بلا تفاوت وہی سب ہین جو پرانے طریق کے ہین (ان دونون طریقون مین جو ایک نازک فرق ہے اوس کا بیان اور اس بات کا بیان کہ متاخرین نے متقدمین کے طریق سے کیون عدول کیا۔ مبتدیوں کے لائق حال نہیں ہے)

تلازم شرطیات[۶]

(۱) جب دو چیزون[۷] مین لزوم کلی[۸] صادق آئے گا تو عین ملزوم اور نقیض لازم سے مانعۃ الجمع اور نقیض ملزوم اور عین لازم سے مانعۃ الخلو صادق آئے گا (یعنی ہر متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ کو مانعۃ الجمع (مرکب از عین مقدم ونقیض تالی) و مانعۃ الخلو (مرکب از نقیض مقدم وعین تالی) لازم[۹] ہے)

[۱] یعنی اصل اگر موجبہ ہو تو اس نئے قضیے کو سالبہ کر دیتے ہین اور اصل سالبہ ہو تو اس کو موجبہ کر دیتے ہین [۲] مثلاً ہر انسان حیوان ہے تو عکس النقیض اس طریق پر ہے کوئی لاحیوان انسان نہین ہو گا [۳] مثلاً پس کوئی انسان حجر نہین یا بعض انسان حجر نہین کا عکس النقیض اس طریق پر بعض لاحجر انسان ہین ہو گا وعلیٰ ہذا القیاس [۴] یعنی اصل وعکس کا صدق مین متفق ہونا [۵] یعنی خلف وطریق العکس و افتراض [۶] یعنی شرطیات کا باہم ایک دوسرے کو لازم ہونا [۷] یعنی تالی کا مقدم کو ہر تقدیر پر لازم ہونا [۸] یعنی جب متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ صادق آئیگا تو مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو دونون ضرور صادق آئین گے مانعۃ الجمع تو عین مقدم اور نقیض تالی سے مرکب ہوگی۔ اور مانعۃ الخلو نقیض مقدم اور عین تالی سے مثلاً جب یہ شے انسان ہوگی تو حیوان ہوگی متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ صادقہ ہے [۹] تو اس مین درمیان اس شے کے انسان ہونے اور اسکے حیوان ہونے کے لزوم کلی صادق ہو پس یا یہ شے انسان ہوگی یا حیوان نہ ہوگی مانعۃ الجمع صادق ہوگا اور یا یہ شے انسان نہ ہوگی یا حیوان ہوگی مانعۃ الخلو صادق ہوگا

۵ ۱ ؎ یعنی منافاۃ فی الاجتماع یعنی تالی کا مقدم کو ہر تقدیر پر صدق مین منافی ہونا ہے ۲؎ یعنی جب منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ صادق آئیگا تو دو متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ ضرور صادق آئینگے (۱) جسمین عین مقدم مقدم اور نقیض تالی تالی ہوگا (۲) جسمین عین تالی مقدم اور نقیض مقدم تالی ہوگا مثلاً ہمیشہ یا یہ شی شجر ہوگی یا حجر ہوگی ۔ مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ صادق ہے تو جب یہ شی شجر ہوگی تو حجر نہ ہوگی ۔ اور جب حجر ہوگی تو شجر نہ ہوگی دو متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ صادق ہونگے ۳؎ یعنی منافاۃ فی الارتفاع یعنی تالی کا مقدم کو ہر تقدیر پر کذب مین منافی ہونا ۴؎ یعنی جب منفصلہ مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ صادق آئیگا تو یہی دو متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ ضرور صادق آئین گے (۱) جسمین نقیض مقدم مقدم اور عین تالی تالی ہوگا (۲) جسمین نقیض تالی مقدم اور عین مقدم تالی ہوگا مثلاً ہمیشہ یا یہ شی لا حجر ہوگی یا لا شجر ہوگی مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ صادق ہے تو جب یہ شی لا حجر ہوگی تو لا شجر ہوگی ۔ اور جب یہ شی لا شجر نہ ہوگی تو لا حجر ہوگی ۔۔۔

(۲) جب دو چیزون مین منع الجمع[۱] کلی صادق آئے گا تو ہر ایک کا عین ملزوم اور دوسرے کا نقیض لازم ہوگا (یعنے ہر منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ کو دو متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ (جس میں سے ایک میں عین مقدم مقدم اور نقیض تالی تالی ہوگا ۔ اور دوسرے میں عین تالی مقدم اور نقیض مقدم تالی ہوگا) لازم[۲] ہین ۔

(۳) جب دو چیزون مین منع الخلو[۳] کلی صادق آئے گا تو ہر ایک کا نقیض ملزوم اور دوسرے کا عین لازم ہوگا (یعنے ہر منفصلہ مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ کو دو متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ (جن مین سے ایک مین نقیض مقدم مقدم اور عین تالی تالی ہوگا ۔ اور دوسرے مین نقیض تالی مقدم اور عین مقدم تالی ہوگا) لازم[۴] ہین)

(۴) جب دو چیزون مین انفصال[۵] حقیقی کلی صادق آئے گا تو ہر ایک کا عین ملزوم اور دوسرے کا نقیض لازم ۔ اور ہر ایک کا نقیض ملزوم اور دوسرے کا عین لازم ہوگا ۔

(یعنے ہر منفصلہ حقیقیہ موجبہ کلیہ کو چار متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ (جن مین سے ایک مین عین مقدم مقدم اور نقیض تالی تالی ۔ اور دوسرے مین عین تالی مقدم اور نقیض مقدم تالی ۔ اور تیسرے مین نقیض مقدم مقدم اور عین تالی تالی ۔ اور چوتھے مین نقیض تالی مقدم اور عین مقدم تالی ہوگا

۵؎ یعنی منافاۃ فی الاجتماع والارتفاع معاً یعنی تالی کا مقدم کو ہر تقدیر پر صدق وکذب دونون مین منافی ہونا ۔

لازم[1] ہیں)

(۵) جب دو چیزون میں منع الجمع کلی صادق آئیگا تو دونون کے نقیضون میں منع الخلو صادق آئیگا (یعنے ہر منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ کو منفصلہ مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ (جسکے مقدم اور تالی مانعۃ الجمع کے مقدم اور تالی کے نقیض ہونگے) لازم[2] ہے۔)

(۶) جب دو چیزون مین منع الخلو کلی صادق آئیگا تو دونون کے نقیضون میں منع الجمع صادق آئیگا (یعنے ہر منفصلہ مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ کو منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ (جسکے مقدم اور تالی مانعۃ الخلو کے مقدم اور تالی کے نقیض ہونگے) لازم[3] ہے۔

قضایا کے احکام ختم ہوئے۔ اب حجت کا بیان شروع ہوتا ہے۔

حجت

حجت کی تین قسمیں ہیں۔ قیاس[4]۔ استقرار[5]۔ تمثیل[6]۔

قیاس

جب ایسے چند قضیے ترکیب دیئے جائیں جنکو مان لینے

---

[1] یعنی جب منفصلہ حقیقیہ موجبہ کلیہ صادق آئیگا تو چار متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ صادق آئینگے (۱) جسمیں عین مقدم مقدم اور نقیض تالی تالی ہے (۲) جسمین عین تالی مقدم اور نقیض مقدم تالی ہوگا (۳) جسمین نقیض مقدم مقدم اور عین تالی تالی ہوگا (۴) جسمین نقیض تالی مقدم اور عین مقدم تالی ہوگا۔ مثلاً یہ ہمیشہ یا یہ عدد طاق ہوگا یا جفت ہوگا" منفصلہ حقیقیہ موجبہ کلیہ صادق ہے تو "جب یہ عدد طاق ہوگا تو جفت نہ ہوگا" اور "جب جفت ہوگا تو طاق نہ ہوگا" اور "جب طاق نہ ہوگا تو جفت ہوگا" اور "جب جفت نہ ہوگا تو طاق ہوگا" یہ چار متصلہ لزومیہ موجبہ کلیہ صادق ہونگے۔

[2] یعنی جب منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ صادق آئیگا تو منفصلہ مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ بھی جو مانعۃ الجمع مذکور کے مقدم اور تالی کے نقیضوں سے مرکب ہوگا ضرور صادق آئیگا مثلاً "ہمیشہ یا یہ شی شجر ہوگی یا حجر ہوگی" مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ صادق ہے تو "ہمیشہ یا یہ شی لا شجر ہوگی یا لا حجر ہوگی" مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ صادق ہوگا۔

[3] یعنے جب منفصلہ مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ صادق آئیگا تو منفصلہ مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ بھی جو مانعۃ الخلو مذکور کے مقدم اور تالی کے نقیضون سے مرکب ہوگا ضرور صادق آئیگا۔ مثلاً "ہمیشہ یا یہ شی لا شجر ہوگی یا لا حجر ہوگی"۔ مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ صادق ہے۔ تو "ہمیشہ یا یہ شے شجر ہوگی یا حجر ہوگی" مانعۃ الجمع موجبہ کلیہ صادق ہوگا۔

سے ایک دوسرے قضیے کا مان لینا لازم آجائے تو ان قضیون کی ہیئت مجموعی کو قیاس کہتے ہیں ۔ اور اس دوسرے قضیے کو نتیجہ ۔

قیاس کی تقسیم

(۱) اگر دو ہی قضیون سے نتیجہ مطلوبہ نکل آئے تو اوسکو قیاس بسیط کہتے ہین ۔ ورنہ قیاس مرکب ۔

قیاس بسیط کی مثال

"ہر عنادیہ منفصلہ ہے ۔ اور ہر منفصلہ شرطیہ ہے" پس "ہر عنادیہ شرطیہ ہے"
نتیجہ مطلوبہ

قیاس مرکب کی مثال

"ہر عنادیہ منفصلہ ہے ۔ اور ہر منفصلہ شرطیہ ہے ۔ اور ہر شرطیہ قضیہ ہے" پس "ہر عنادیہ قضیہ ہے ۔"
نتیجہ مطلوبہ

ایضاً

"ہر عنادیہ منفصلہ ہے اور ہر منفصلہ شرطیہ ہے ۔ اور ہر شرطیہ قضیہ ہے ۔ اور ہر قضیہ مرکب تام ہے" پس "ہر عنادیہ مرکب تام ہے"
نتیجہ مطلوبہ

(۲) اگر قیاس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بہیئتہ مذکور ہو تو قیاس استثنائی ہے[1] ۔ ورنہ قیاس اقترانی ۔

استثنائی کی مثال

"جب آفتاب ڈوبے گا تو رات شروع ہو جائیگی لیکن آفتاب تو ڈوب گیا" تو "رات شروع ہو گئی"

ایضاً

[1] اس قیاس کا نام قیاس استثنائی اس لئے ہے کہ اس میں کوئی حرف استثنا (یعنی لیکن یا الا وغیرہ) تحقیقاً یا تقدیراً مذکور ہوتا ہے۔ ورنہ اس قیاس کا نام اقترانی اس لئے رکھا گیا کہ وہ ہمیشہ حدود ثلاثہ یعنی حد اوسط اور حد اصغر و حد اکبر کا اقتران ہوتا ہے جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲

(یہ عدد یا طاق ہوگا یا جفت ہوگا۔ لیکن یہ عدد طاق ہے" "پس جفت نہ ہوگا؛
ماعدا دمثال استثنائی جملہ امثلہ مذکورۂ بالا اقترانی کی مثالیں ہوسکتی ہیں۔)

(۳) قیاس اقترانی اگر صرف حملیات سے بنے تو حملی ہے (یعنے قیاس اقترانی حملی)۔ ورنہ (خواہ صرف شرطیات سے بنے یا شرطیات وحملیات دونوں سے) تو شرطی ہے (مجب آفتاب نکلے گا تو دن ہوگا۔ اور جب دن ہوگا تو دنیا روشن ہوگی۔ تو "جب آفتاب نکلے گا تو دنیا روشن ہوگی"
(دیگر) "جب کوئی چیز آدمی ہوگی تو جاندار ہوگی۔ اور سب جاندار جسم ہیں" تو "جب کوئی چیز آدمی ہوگی تو جسم ہوگی")

قیاس اقترانی حملی

جن قضیوں سے قیاس بنتا ہے اُن میں سے ہر ایک کو مقدمہ کہتے ہیں۔ اور نتیجہ کے موضوع کو حد اصغر۔ اور محمول کو اکبر اور جس مقدمہ میں اصغر ہو اُسکو صغری۔ اور جس مقدمہ میں اکبر ہو اُسکو کبریٰ کہتے ہیں۔ اور جو جز کہ صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں مشترک ہو اُسکو حد اوسط کہتے ہیں۔

اس نظر سے کہ صغریٰ وکبریٰ میں حد اوسط کس کا موضوع اور کس کا محمول پڑا ہے قیاس اقترانی حملی کی حسب ذیل چار صورتیں پیدا ہوتی ہیں جن کو اشکالِ اربعہ کہتے ہیں۔

(۱) حد اوسط صغریٰ مین محمول اور کبریٰ مین موضوع ہو۔ یہ شکل اول ہے (سب آدمی جاندار ہین۔ اور سب جاندار جسم ہین، پس سب جاندار جسم ہین)

(۲) حد اوسط دونون مین محمول ہو۔ یہ شکل ثانی ہے (سب آدمی جاندار ہین۔ اور کوئی پتھر جاندار نہین، پس کوئی آدمی پتھر نہین)

(۳) حد اوسط دونون مین موضوع ہو۔ یہ شکل ثالث ہے۔ (سب ضمیرین اسم ہین۔ اور سب ضمیرین مبنی ہین، پس بعض اسم مبنی ہین)

(۴) حد اوسط صغریٰ مین موضوع اور کبریٰ مین محمول ہو۔ یہ شکل رابع ہے (سب سونا دہات ہے۔ اور سب کندن سونا ہے، پس بعض دہات کندن ہے)

ان اشکال اربعہ مین صرف شکل اول ہی بدیہی الانتاج ہے[۱]۔ باقی سب اشکال حسب ترتیب مذکورۂ بالا کم و بیش نظری ہین۔ چونکہ ہر ایک صغریٰ و کبریٰ مین سے چار طرح پر ہو سکتا ہے۔ (موجبہ کلیہ۔ موجبہ جزئیہ۔ سالبہ کلیہ۔ سالبہ جزئیہ) ہر ایک شکل مین چار چوکے سولہ صورتین نکلتی ہین جنکو ضروب[۲] اور قرینے کہتے ہین

	نقشہ ذیل دیکھو	

[۱] یعنی شکل اول کا انتاج اپنے نتائج کو محتاج ثبوت نہین بخلاف باقی تین اشکال کے کہ انکا انتاج اپنے نتائج کو محتاج ثبوت ہے پھر اگرچہ یہ تینون نظری ہین لیکن شکل ثانی کم نظری بلکہ قریب بدیہی ہے اور شکل ثالث اُس سے زیادہ نظری ہے اور شکل رابع اوس سے بھی زیادہ چنانچہ اِن سب کی تفصیل آگے معلوم ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ

[۲] اور ہر ایک صورت کو ضرب و قرینہ ۱۲ ۱۲ ۱۲۲۲

نمبر	صغریٰ	کبریٰ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ
۲	"	موجبہ جزئیہ
۳	"	سالبہ کلیہ
۴	"	سالبہ جزئیہ
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ
۶	"	موجبہ جزئیہ
۷	"	سالبہ کلیہ
۸	"	سالبہ جزئیہ
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ
۱۰	"	موجبہ جزئیہ
۱۱	"	سالبہ کلیہ
۱۲	"	سالبہ جزئیہ
۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ
۱۴	"	موجبہ جزئیہ
۱۵	"	سالبہ کلیہ
۱۶	"	سالبہ جزئیہ

ان چاروں شکلوں کی سب ضربیں ملکر ۶۴ ہوتی ہیں جنمیں سے حسب تفصیل ذیل ۲۲ منتج ہیں اور ۴۲ عقیم یعنی غیر منتج۔

نقشہ ذیل دیکھو

اشکال	ضروب منتجہ	ضروب عقیمہ
شکل اول	۴	۱۲
شکل ثانی	۴	۱۲
شکل ثالث	۶	۱۰
شکل رابع	۸	۸
میزان	۲۲	۴۲

ان ۶۴ ضربوں میں سے صرف ۲۲ ہی اسلئے منتج ہیں کہ

۱ ہو شکل اول کے انتاج کی دو شرطیں ہیں (۱) ایجاب صغری یعنی صغری کا موجب ہونا (۲) کلیت کبری یعنی کبرے کا کلیہ

شکل اول کے انتاج کی دو شرطین ہین ۔ (۱) ایجاب صغری (صغری کا موجب ہونا) (۲) کلیت کبری۔ (کبرے کا کلیہ ہونا ۱۲)

ضروب شانزدہ گانہ مندرجہ نقشہ بالا سے صرف چار (۱-۳-۵-۷) مین تو دونون شرطین پائی جاتی ہین، باقی ۱۲ مین سے چار (۹-۱۱-۱۳-۱۵) مین پہلی شرط مفقود ہے۔ اور چار (۲-۴-۶-۸) مین دوسری (شرط مفقود ۱۲) اور چار (۱۰-۱۲-۱۴-۱۶) مین دونون (شرطین مفقود ۱۲)۔ پس شکل اول مین صرف چار ہی ضربین منتج ہین۔ باقی ۱۲ عقیم۔

اور شکل ثانی کے انتاج کی بھی دو ہی شرطین ہین۔

(۱) اختلاف المقدمتین فی الکیف۔ (۲) کلیت کبری۔

ضروب مندرجہ نقشہ صدر (شانزدہ گانہ ۱۲) سے صرف چار (۳-۷-۹-۱۳) مین دونون شرطین موجود ہین۔ باقی ۱۲ مین سے چار (۱-۵-۱۱-۱۵) مین پہلی شرط مفقود ہے۔ اور چار (۴-۸-۱۰-۱۴) مین دوسری (شرط مفقود ۱۲)۔ اور چار (۲-۶-۱۲-۱۶) مین دونون (شرطین مفقود ۱۲) پس شکل ثانی مین بھی چار ہی ضربین منتج ہین۔ باقی ۱۲ عقیم۔

اور شکل ثالث کے انتاج کی بھی دو شرطین ہین۔

(۱) ایجاب صغری (۲) کلیت احدی المقدمتین۔

ضروب مندرجہ نقشہ مذکورہ (شانزدہ گانہ ۱۲) مین سے صرف چھ (۱-۲-۳-۴-۵-۷)

ان دو شرطون ... سے ایک بھی فوت ہوگی تو شکل اول عقیم ہو جائے گی یعنی اوسکو دوسرا قضیہ جس کو نتیجہ کہتے ہین لازم نہ ہوگا (۱) ثبوت شکل اول کا انتاج اس بات پر موقوف ہے کہ اصغر اوسط کی اون افراد مین ضرور مندرج ہو جو کبری مین محکوم علیہ ہین اور ... کا اوسط کی اون افراد مین ضرور مندرج ہونا ایجاب صغری و کلیت کبرے پر موقوف ہے کیونکہ جب صغری سالبہ ہوگا تو اوسط صغری مسلوب ہوگا اور اس صورت مین اصغر اوسط کی فرد نہ ہوگا تو کہین اوسط کی بعض افراد محکوم علیہ ہونگی اور اس صورت مین ... ہے کہ اصغر اون بعض افراد وسط مین کو نہ ہو ... ثابت ہوا کہ جب صغرے موجبہ و کبری کلیہ نہ ہوگا تو اصغر کا اندراج اوسط کی اون افراد مین جو کبری مین محکوم علیہ ہین ضروری نہ ہوگا حالانکہ شکل اول کا انتاج اسی امر پر موقوف تھا (۲) ثبوت اگر شکل اول مین صغری سالبہ ہوگا تو کبری موجبہ ہو یا سالبہ دونون تقدیرون پر اختلاف حاصل ہوگا یعنی قیاس کبھی ایجاب کے ساتھ صادق ہوگا اور کبھی سلب کے ساتھ اور جب کبری موجبہ ہوگا تو اسلئے اختلاف حاصل ہوگا کہ ممکن ہے کہ اصغر اکبر سے اخص ہو تو اس صورت مین ... اوسط ... ایجاب ہی صادق ہوگا سلب صادق نہ ہوگا ... کوئی کاہم کلہ شین اور سب ... صادق ہین حالانکہ کوئی کلام ... بعض کلام ... (بقیہ صفحہ ۵۲)

مثلاً آفتاب نہیں۔ اور بعض غیر مستقل اماکن ہیں" یہ دونون صادق ہین حالانکہ کل اسم یا بعض اسم غیر مستقل ہین "کاذب"

مین تو دونون شرطین پائی جاتی ہین۔ باقی ۱۰ مین سے چھ (۵۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۵) مین پہلی شرط مفقود ہے۔ اور دو (۶۔ ۸) مین دوسری شرط مفقود۔ اور دو (۴۔ ۱۴) مین دونون شرطین مفقود۔ پس شکل ثالث مین صرف چھ ضربین منتج رہین۔ باقی ۱۰ عقیم۔

اور شکل رابع کے انتاج کی احد الامرین[۱] شرط ہے۔ یا ایجاب المقدمتین باکلیت صغریٰ۔ یا اختلاف المقدمتین فی الکیف باکلیت احدہما۔

ضروب مندرجہ نقشہ بالا سے صرف دو (۱۔ ۲) مین پہلا امر پایا جاتا ہے۔ (شاذ و نادر کا نہ ۱۲) اور چھ (۳۔ ۴۔ ۷۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۳) مین دوسرا (امر پایا جاتا ہے)۔ باقی آٹھ (۵۔ ۶۔ ۸۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶) مین امرین مفقود ہین۔ پس شکل رابع مین صرف آٹھ ضربین منتج رہین۔ باقی ۸ عقیم۔

ابھی تک تم نے اصل بات کہ "ہر ایک شکل کے ضروب منتجہ سے کیا کیا نتیجے نکلتے ہین" نہین جانی ہوگا۔ سکے لئے ذیل کے نقشے ملاحظہ کرو۔ اور ان نقشون مین ضروب اور ان کے نتیجے جس ترتیب سے لکھے گئے ہین اُسی ترتیب سے اُن کو یاد کرو۔

اور ترتیب کبریٰ سالبہ ہوگا تو اسلئے اختلاف حاصل ہوگا کہ ممکن ہو کہ اصغر اکبر سے خاص ہو تو اس صورت مین ایجاب ہی صادق ہوگا۔ سلب صادق نہ ہوگا۔ (سب نارنگی یا بعض نارنگی پہل ہین۔ اور بعض جسم پہل نہیں۔ یہ دونون صادق ہین۔ حالانکہ کوئی نارنگی یا بعض نارنگی جسم نہیں" کاذب) اور ممکن ہو کہ اصغر و اکبر مین تباین ہو تو سلب ہی صادق ہوگا ایجاب صادق نہوگا (سب نارنگی یا بعض نارنگی پہل ہین اور بعض پتھر پہل نہیں" یہ دونون صادق ہین حالانکہ کل نارنگی یا بعض نارنگی پتھر ہین" کاذب) تو ثابت ہوا کہ اگر شکل ثانی مین دونون شرطون مین سے ایک شرط بھی فوت ہوگی تو اختلاف حاصل ہوگا۔ و اختلاف موجب عقم ہوگا یعنی موجب عدم انتاج ہے جیسا کہ سابقاً معلوم ہوا ۱۲

[۳] یعنی صغریٰ کا موجبہ ہونا اگر صغریٰ سالبہ ہوگا تو شکل ثالث عقیم ہو جائیگی ۱۲ [۴] یعنے دونون مقدمون (صغریٰ و کبریٰ) مین سے کسی کا کلیہ ہونا۔ خواہ ایک ہی کلیہ ہو یا دونون۔ اگر دونو مقدمے جزئیے ہونگے تو شکل ثالث عقیم ہو جائے گی ۱۲

تمام ہوا حاشیہ صفحہ ۵۲

[۱] یعنی دو امرون مین سے ایک امر شرط ہے یعنی دو امرون مین سے کم سے کم ایک کا پایا جانا ضرور ہے یا تو دونون مقدمے موجبہ ہون اور صغریٰ کلیہ ہو یا دونون مقدمے ایجاب و سلب مین مختلف ہون اور کم سے کم ایک اُن مین سے کلیہ ہو۔ اگر دونون مقدمے موجبے اور صغریٰ جزئیہ ہوگا۔ یا دونون مقدمے فی الکیف جزئیے ہونگے یا دونون سالبے ہونگے خواہ کلیے یا جزئیے یا مختلف۔ تو ان سب صورتون مین شکل رابع عقیم ہے

شکل اول

نمبر	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ	مثال
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سب آدمی جاندار ہیں۔ اور سب جاندار جسم ہیں پس "سب آدمی جسم ہیں"
۲	"	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سب آدمی جاندار ہیں۔ اور کوئی جاندار پتھر نہیں۔ پس "کوئی آدمی پتھر نہیں"
۳	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	بعض جاندار آدمی ہیں۔ اور سب آدمی ناطق ہیں پس "بعض جاندار ناطق ہیں"
۴	"	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض جاندار آدمی ہیں۔ اور کوئی آدمی صاہل نہیں پس "بعض جاندار صاہل نہیں"

شکل ثانی

نمبر	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ	مثال
۱	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سب آدمی جاندار ہیں۔ اور کوئی پتھر جاندار نہیں۔ پس "کوئی آدمی پتھر نہیں"
۲	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	کوئی پتھر جاندار نہیں۔ اور سب آدمی جاندار ہیں۔ پس "کوئی پتھر آدمی نہیں"
۳	موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض جاندار آدمی ہیں۔ اور کوئی گھوڑا آدمی نہیں۔ پس "بعض جاندار گھوڑا نہیں"

ﮯ حاشیہ صفحہ ۵ کے اشعار کو ضرور یاد کرو۔ ان میں ضروب اور اُن کے نتیجے اُسی ترتیب سے منظوم ہیں جس ترتیب سے تم کو یاد کرنا چاہیئے۔

ان اشعار میں میم سے موجبہ کلیہ مراد ہے اور تین سے سالبہ کلیہ۔ اور واو سے موجبہ جزئیہ اور لام سے سالبہ جزئیہ اور حرف مشدد کے دو حرف اور ہر ترکیب کے پہلے حرف سے صغریٰ۔ اور دوسرے حرف سے کبریٰ۔ اور تیسرے حرف سے نتیجہ۔ اور اولاً سے شکل اول اور ثانیاً سے شکل ثانی۔ اور ثالثاً سے شکل ثالث۔ اور رابعاً سے شکل رابع۔ اور ھَاءِ امر فعل ہے جس کے معنی ہیں لے اس کو کیونکہ یہ اسرار کا خزانہ اور بدائع و دقائق مخزونہ ہے ۱۲ ۱۲ از تحفۂ شاہجہانی طبع دوم

نمبر شمار	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ	مثال
۴	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض جاندار آدمی نہیں۔ اور سب ناطق آدمی ہیں پس "بعض جاندار ناطق نہیں"

شکل ثالث

نمبر شمار	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ	مثال
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	سب آدمی جاندار ہیں اور سب آدمی ناطق ہیں۔ پس بعض جاندار ناطق ہیں"
۲	"	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	سب آدمی جاندار ہیں۔ اور کوئی آدمی گھوڑا نہیں پس "بعض جاندار گھوڑا نہیں"
۳	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	بعض آدمی جاندار ہیں۔ اور سب آدمی ناطق ہیں۔ پس "بعض جاندار ناطق ہیں"
۴	"	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض آدمی جاندار ہیں۔ اور کوئی آدمی پتھر نہیں پس "بعض جاندار پتھر نہیں"
۵	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	سب آدمی جاندار ہیں۔ اور بعض آدمی گورے ہیں پس "بعض جاندار گورے ہیں"
۶	"	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	سب آدمی جاندار ہیں۔ اور بعض آدمی گورے نہیں پس "بعض جاندار گورے نہیں"

شکل رابع

شکل رابع

نمبر ضرب	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ	مثال
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	سب آدمی جاندار ہیں اور سب ناطق آدمی ہیں۔ پس ۔ بعض جاندار ناطق ہیں"
۲	〃	موجبہ جزئیہ	〃	سب آدمی جاندار ہیں۔ اور بعض کالے آدمی ہیں۔ پس ۔ بعض جاندار کالے ہیں"۔
۳	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	کوئی آدمی پتھر نہیں۔ اور سب ناطق آدمی ہیں۔ پس ۔ کوئی پتھر ناطق نہیں"
۴	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	سب آدمی جاندار ہیں۔ اور کوئی گھوڑا آدمی نہیں۔ پس ۔ بعض جاندار گھوڑا نہیں"
۵	موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	〃	بعض آدمی کالے ہیں۔ اور کوئی پتھر آدمی نہیں پس ۔ بعض کالے پتھر نہیں"
۶	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	〃	بعض جاندار کالے نہیں۔ اور سب آدمی جاندار ہیں پس ۔ بعض کالے آدمی نہیں"
۷	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	〃	سب آدمی جاندار ہیں۔ اور بعض کالے آدمی نہیں پس ۔ بعض جاندار کالے نہیں"
۸	سالبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	〃	کوئی آدمی پتھر نہیں۔ اور بعض کالے آدمی ہیں پس ۔ بعض پتھر کالے نہیں"

اور قیاس کا نام ہے جس سے مطلوب کا اثبات نقیض مطلوب کے ابطال کے ذریعے سے کیا جائے ۔ ... ثابت ہے کہ اگر مطلوب ثابت نہ ہوگا تو اوسکا نقیض ثابت ہوگا ۔ اور جب اوسکا نقیض ثابت ہوگا تو محال ثابت ہوگا ... اگر مطلوب ثابت نہ ہوگا تو محال ثابت ہوگا ۔ لیکن محال تو ثابت نہیں ۔ پس مطلوب ثابت ہے" شکل ثانی کے نتائج کے اثبات کی مثال خلف ہے

اور سُن چکے ہو کہ شکل اول کے سوا اور سب شکلین نظریۃ الانتاج ہین یعنی اُن کا انتاج اپنے نتائج کو ثبوت کا محتاج ہے ۔ اب ہر ایک کا ثبوت سُنو ۔

شکل ثانی کے نتیجے تین طریقون سے ثابت ہوتے ہین ۔ [افتراض کے علاوہ]

(۱) خلف (۲) عکس کبری ۔ (۳) عکس صغری پھر عکس ترتیب پھر عکس نتیجہ ۔

شکل ثالث کے نتیجے چار طریقون سے [ثابت ہوتے ہین] ۔ [افتراض کے علاوہ]

(۱) خلف (۲) عکس صغری (۳) عکس کبری پھر عکس ترتیب پھر عکس نتیجہ (۴) عکس صغری وکبری ۔

شکل رابع کے نتیجے پانچ طریقون سے [ثابت ہوتے ہین] ۔ [افتراض کے علاوہ]

(۱) خلف ۔ (۲) عکس ترتیب پھر عکس نتیجہ (۳) عکس صغرے وکبرے (۴) عکس صغرے (۵) عکس کبری ۔

خلف کا طریقہ شکل ثانی مین یہ ہے کہ نتیجے کا نقیض لے کر اُس نقیض کو صغری اور اصل کبری کو کبری بنائین ۔

اس تدبیر سے شکل اول بن جائے گی ۔ اس سے جو نتیجہ نکلے گا

عنقریب آتی ہے صفحہ ۶۲ ۔ شکل ثانی مین کبری کے عکس کرنے سے اوس کے نتیجے اسلئے ثابت ہوجاتے ہین کہ شکل ثانی کبری کے عکس کرنے سے شکل اول بنجاتی ہے جو بدیہی الانتاج ہے اور اس بدیہی الانتاج شکل سے وہی نتیجہ نکلتا ہے جو شکل ثانی نظری سے مطلوب تہا اور اس سے یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ شکل ثانی سے جو نتیجہ نکالا گیا تہا وہ صحیح تہا ۔ ۱۲ یہ طریق (عکس کبری) ضرب ۱ و ۳ مین جاری ہوتا ہے اس لئے کہ ان دونون ضربون کا کبری سالبہ کلیہ ہے جسکا عکس بھی لنفسہا یعنی سالبہ کلیہ ہی آتا ہے جو شکل اول کے کبرے ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے بخلاف ضرب ۲ و ۴ کے کہ اُن کا کبری موجبہ کلیہ ہے جسکا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جو شکل اول کے کبری ہونیکی صلاحیت نہیں رکھتا ۱۲ صفحہ ۵۳ اسکی صورت یون ہے کہ پہلے صغری کا عکس کریں پھر ترتیب کو الٹ دین یعنی اس عکس صغری کو کبری اور کبری کو صغری بنائین اس طریق سے شکل ثانی شکل اول بنجائیگی اس سے جو نتیجہ نکلے اوسکا بھی عکس کرین یہی عکس نتیجہ مطلوبہ ہوگا ۱۲ قال یہ طریق عکس صغری پہر عکس ترتیب پہر عکس نتیجہ صرف ضرب ۲ مین جاری ہوتا ہے کہ اسکا صغری سالبہ کلیہ ہے جسکا عکس بھی سالبہ کلیہ ہی آتا ہے جو شکل اول کا کبری ہو سکتا ہے بخلاف ضرب ۱ و ۳ و ۴ کے کہ ضرب ۱ و ۳ کا صغری موجبہ ہے جسکا عکس جزئیہ ہی آتا ہے جو شکل اول کا کبری نہیں ہو سکتا اور ان کا ...

وہ اصل صغریٰ کا نقیض ہوگا۔ اس طریق خلف سے شکل ثانی کی چاروں ضربیں ثابت ہوسکتی ہیں۔

اور شکل ثالث میں یہ ہے کہ نتیجے کا نقیض لیکر اُس کو کبریٰ اور اصل صغریٰ کو صغریٰ بنائیں۔ اس عمل سے بھی شکل اول بن جائیگی۔ اس سے جو نتیجہ نکلے گا وہ اصل کبریٰ کا منافی یا نقیض ہوگا۔

یہ طریق شکل ثالث کی چھوں ضربوں میں جاری ہوتا ہے۔

اور شکل رابع میں یہ ہے کہ نتیجے کا نقیض لیکر اوسکو ضرب ۱ اور ۲ میں کبریٰ اور اصل صغریٰ کو صغریٰ بنائیں۔ اس سے بھی شکل اول بن جائیگی۔ اس سے جو نتیجہ نکلے گا اوس کا عکس اصل کبریٰ کا منافی یا نقیض ہوگا۔

اور ضرب ۳ و ۴ و ۵ میں نتیجہ کو صغرےٰ اور اصل کبرےٰ کو کبریٰ بنائیں۔ اس سے بھی شکل اول بن جائیگی۔ اس سے جو نتیجہ نکلے گا اُسکا عکس اصل صغریٰ کا نقیض یا منافی ہوگا۔

شکل رابع میں خلف صرف انھیں پانچ ضربوں میں جاری ہوتا ہی

ہوگا (کیونکہ ارتفاع النقیضین محال ہے) اور جب یہ نقیض صادق ہوگا تو اس نقیض کو صغرےٰ اور اصل کبریٰ (کوئی پتھر جاندار نہیں) کو کبرےٰ بناکر یوں کہیں گے "بعض آدمی پتھر ہیں اور کوئی پتھر جاندار نہیں" تو شکل اول بن جائیگی اس سے یہ نتیجہ نکلے گا "بعض آدمی جاندار نہیں" لیکن یہ نتیجہ اصل صغرےٰ (سب آدمی جاندار ہیں) کا نقیض ہے اور اصل صغرےٰ تو سچا مانا جاچکا ہے سو بالضرور یہ نتیجہ ہی کاذب ہوگا (کیونکہ اجتماع النقیضین محال ہے) اور نتیجے کا کذب تین ہی سببوں میں سے کسی ایک سبب سے ہوتا ہے یا تو صغریٰ کاذب ہو یا کبرےٰ کاذب ہو یا انتاج کی کوئی شرط فوت ہو۔ لیکن یہاں تو کبریٰ کاذب نہیں ہی کیونکہ وہ تو اصل کبرےٰ ہی جو سچا مانا جاچکا ہے۔ اور کوئی شرط انتاج کی بھی فوت نہیں ہے کیونکہ ایجاب صغریٰ و کلیت کبریٰ موجود ہے تو ثابت ہوا کہ صغریٰ ہی کاذب ہی اور جب صغریٰ کا کذب ثابت ہوا اور صغریٰ نتیجہ مطلوبہ کا نقیض ہی تو نتیجہ مطلوبہ کا ثبوت ہوا۔ اور یہی ہمکو ثابت کرنا تھا خلف کی تعریف جو صفحہ ۵۹ کے حاشیہ میں تم کو بتائی گئی

ملہ تم اس طریق سے شکل ثانی کی پہلی ضرب مثلاً ثابت کر دیتے ہیں۔ تم اوسکی باقی تین ضربوں کو بھی اسی قیاس پہ ثابت کرلو۔ مثلاً شکل ثانی کی پہلی ضرب کی مثال جو صفحہ ۔۔ پر نقشہ شکل ثانی ہے اوسکا نتیجہ سالبہ کلیہ "کوئی آدمی پتھر نہیں" ہے اس نتیجے کو خلف سے ثابت کرنا چاہو تو یوں کہو اگر یہ نتیجہ صادق نہ ہوگا تو اسکا نقیض (بعض آدمی پتھر ہیں) صادق

ملہ دیکھو وہ اس قیاس پہ کیا نتیجے صادق ہے۔ کیونکہ اس قیاس کا حاصل اسی قدر ہے کہ "اگر نتیجہ مطلوبہ ثابت نہ ہو تو اوس کا ملہ (بقیہ مضمون بر صفحہ ۶۱ دیکھو)

(۲) جسکا نتیجہ منفصلہ ہو۔

پہلی قسم کا نام قیاس مقسّم واستقرار تام ہے۔

قیاس کے مقسم ہونے کی چار شرطین ہین۔

(۱) اجزار انفصال نتیجے کے ایک طرف مین اور حملیات نتیجے کی دوسری طرف مین مشترک ہون۔ (۲) اجزار انفصال اور حملیات دونون متساویۃ العدد ہون۔ (۳) اجزار انفصال اور حملیات کی کل تالیفات متحد النتائج ہون۔ (۴) ہر ایک تالیف مین جدا وسط مختلف ہو۔

قیاس مقسم کے انتاج کی دو شرطین ہین۔

(۱) اجزار انفصال اور حملیات کی تالیفات سے جو شکل بنے اُس مین وہ سب شرطین پائی جائین جو اقترانی حملی کی اُس شکل مین معتبر ہین (۲) منفصلہ جو اسمین مستعمل ہو مانعۃ الخلو موجبہ کلیہ ہو۔

(" ہمیشہ ہر ایک آدمی یا لڑکا ہے یا جوان ہے یا بوڑھا ہے۔ اور سب لڑکے جاندار ہین۔ اور سب جوان جاندار ہین۔ اور سب بوڑھے جاندار ہین"

نتیجہ " سب آدمی جاندار ہین")

(اس قیاس کا نتیجہ صرف ایک حملیہ اسلئے ہوتا ہے کہ اس مین منفصلہ مانعۃ الخلو ہے

ان اشکال کے انتاج کی بھی بعینہا وہی سب شرطین ہین جو اقترانی[1] حملی کی ہین۔

اور باستثنائے شکل رابع ہر شکل کی عدد[2] ضروب منتجہ اور اُنکے نتیجے بھی بلا فرق وہی سب ہین۔ اور شکل رابع مین صرف اول الذکر پانچ ضربین منتج ہین۔ باقی عقیم۔

دوسری قسم

اگرچہ دوسری قسم کی بھی (مثل پہلی قسم کے) تین صنفین ہین لیکن اس جگہہ صرف دوسری[3] صنف مطبوع ہے۔

اس دوسری صنف کے انتاج کی چار شرطین ہین (۱) مقدمتین کا موجبہ ہونا (۲) مقدمتین کا مانعۃ[4] الخلو ہونا (۳) مقدمتین مین سے کسی کا کلیہ ہونا۔ (۴) جزئین متشارکین کا تالیف[5] منتج پر مشتمل ہونا۔

اس صنف کا نتیجہ موجبہ مانعۃ الخلو ہوتا ہے جو جزئین غیر متشارکین سے اور جزئین متشارکین کے نتیجہ تالیف[6] سے مل کر بنتا ہے۔

(ہمیشہ یا سب گھوڑے صاہل ہیں یا سب آدمی ناطق ہین۔ اور ہمیشہ یا سب ناطق جاندار ہین۔ یا سب گدہے رینگتے ہین)، تو ہمیشہ یا سب گھوڑے

[1] یعنی مثل اقترانی حملی کے یہان بھی شکل اول مین ایجاب صغریٰ و کلیت کبریٰ اور شکل ثانی مین اختلاف فی الکیف و کلیت کبریٰ اور شکل ثالث مین ایجاب صغریٰ و کلیت احدی المقدمتین اور شکل رابع مین احد الامرین یعنی ایجاب المقدمتین یا کلیت صغریٰ یا اختلاف المقدمتین با کلیت احدہما شرط ہو ۱۲

[2] یعنی جس طرح اقترانی حملی مین شکل اول و ثانی مین چار چار ضربین منتج ہین اور شکل ثالث مین چھ اسی طرح یہان بھی۔ لیکن شکل رابع مین اقترانی حملی آٹھ ضربین منتج تہین اور یہان صرف اول کی پانچ ضربین منتج ہین نہ تین آخر کی اور ان پانچ کے نتیجے یہان بھی وہی ہین جو اقترانی حملی مین تھے ۱۲

[3] یعنے جسمین حد اوسط دونون مقدمون مین جزو مقدم یا جزو تالی ہو ۱۲

[4] یہان مانعۃ الخلو سے مانعۃ الخلو بمعنے عام مراد ہے جو حقیقیہ کو بھی شامل ہو۔ یعنی وہ منفصلہ جسمین تنافی فی الارتفاع کا حکم ہو عام اس سے کہ تنافی فی الاجتماع کا بھی حکم ہو یا نہ ہو ۱۲

[5] تالیف منتج پر مشتمل ہونے سے یہ مراد ہے کہ جزئین متشارکین کے ترکیب دینے سے قیاس کی جو شکل بنے اوسمین اوس شکل کے انتاج کی سب شرطین پائی جائین ۱۲

[6] ...ن متشارکین کو ملا کر قیاس بنانے کا نام تالیف ہے اور اس تالیف سے جو نتیجہ نکلتا ہے اوسکا نام نتیجہ تالیف ہے ۱۲

معاند ہیں یا سب آدمی جاندار ہیں۔ یا سب گدہے رینگتے ہین)

(اس صنف کا نتیجہ موجبہ مانعۃ الخلو اسلئے ہوتا ہے کہ اس صنف مین دونون مقدمے مانعۃ الخلو ہوتے ہین تو ہر ایک کا کوئی نہ کوئی جزو ضرور صادق ہوگا تو اگر صغریٰ کا جزو غیر مشارک صادق ہوا تو وہ نتیجے کا پہلا جزو بنے گا۔ اور اگر جزو مشارک صادق ہوا تو اوسکے ساتھ اگر کبریٰ کا بھی جزو مشارک صادق ہوا تو ان دونون کا نتیجہ بھی (جسکو نتیجہ تالیف کہتے ہین) ضرور صادق ہوگا۔ اور یہ (نتیجہ تالیف) نتیجے کا دوسرا جزو بنے گا۔ اور اگر کبریٰ کا جزو غیر مشارک صادق ہوا تو وہ نتیجہ کا تیسرا جزو ہوگا۔ تو نتیجہ ان جزون تینون سے خالی نہ ہوگا۔ وہو المطلوب) اس صنف مین بھی جزئین متشارکین کے اعتبار سے چار شکلین بنتی ہین۔ اور ان کے انتاج کی بھی بلا فرق وہی سب شرطین ہین جو اقترانی حملی کی ہین۔

تیسری قسم

اگرچہ تیسری قسم کی چار صنفین ہین (کیونکہ حملیہ اس مین یا تو صغریٰ ہوگا یا کبریٰ۔ اور دونون تقدیرون پر حملیہ کا مشارک یا متصلہ کا مقدم ہوگا یا تالی لیکن اس جگہہ وہ صنف مطبوع ہے جس مین حملیہ کبریٰ اور حملیہ کا مشارک متصلہ کا تالی ہوگا۔

اس صنف کے انتاج کی شرط صرف ایجاب متصلہ ہے۔

لے اس صنف مین نتیجے کے اجزا کا یہ قاعدہ ہے کہ صغریٰ کا جزو غیر مشارک نتیجے کا پہلا جزو بنایا جاتا ہے اور صغریٰ کا جزو مشارک کبریٰ کے جزو مشارک کے ساتھ ملا کر ایک قیاس بنا کر اوس کا نتیجہ نکال کر نتیجے کا دوسرا جزو بنایا جاتا ہے اور کبریٰ کا جزو غیر مشارک نتیجے کا تیسرا جزو بنایا جاتا ہے یعنی ان تینون سے مل کر نتیجہ پورا ہوتا ہے ۱۲ لے یعنے اس صنف کا نتیجہ منفصلہ موجبہ مانعۃ الخلو مرکب تین جزون سے ہوگا۔ ۱۲

اس صنف کا نتیجہ متصلہ ہوتا ہے جس کا مقدم متصلہ کا مقدم اور تالی نتیجہ تالیف بین التالی والحملیہ ہوتا ہے۔
قیاسیہ

(جب کوئی چیز آدمی ہوگی تو جاندار ہوگی۔ اور سب جاندار جسم ہیں" تو " جب کوئی چیز آدمی ہوگی تو جسم ہوگی")

اس صنف کا نتیجہ متصلہ اس لئے ہوتا ہے کہ جب مقدم متصلہ صادق ہوگا تو تالی مع حملیہ بھی ضرور صادق ہوگا (تالی تو اسلئے ضرور صادق ہوگا کہ تالی مقدم کو لازم ہے۔ اور صدقِ ملزوم صدق لازم کو مستلزم ہے اور حملیہ اسلئے ضرور صادق ہوگا کہ وہ نفس الامر مین صادق ہے۔ اور جو چیز نفس الامر مین صادق ہوتی ہے وہ ہر تقدیر پر صادق ہوتی ہے۔ تو حملیہ صدق تالی کی تقدیر پر بھی صادق ہوگا) اور جب تالی مع حملیہ صادق ہوگا تو نتیجہ تالیف بھی ضرور صادق ہوگا۔ تو جب مقدم متصلہ صادق ہوگا تو نتیجہ تالیف بھی ضرور صادق ہوگا۔ وہو المطلوب۔

اس صنف مین بھی تالی اور حملیہ کی مشارکت کے اعتبار سے چار شکلین بنتی ہین۔ اور ان کے انتاج کی بھی بلا تفاوت وہی سب شرطین ہین جو اقترانی حملی کی ہین۔

چوتھی قسم

چوتھی قسم کی دو صنفین ہین (۱) جسکا نتیجہ صرف ایک حملیہ ہو۔

نہ باقی تین میں۔ (قیاس اقترانی حملی کی بحث ختم ہوئی۔

قیاس اقترانی شرطی

قیاس اقترانی شرطی کی پانچ قسمین ہین (۱) مرکب دو متصلہ سے (۲) مرکب دو منفصلہ سے (۳) مرکب حملیہ و متصلہ سے (۴) مرکب حملیہ و منفصلہ سے (۵) مرکب متصلہ و منفصلہ سے (ان مین سے ہر ایک کی تفصیل کا یہ رسالہ متحمل نہین ہی لہذا اجمال پر اکتفا کیا جاتا ہے)

پہلی قسم

اگرچہ پہلی قسم کی تین صنفین ہیں (۱) حد اوسط دونون (مقدمون صغری وکبریٰ) مین پورا مقدم یا پورا تالی ہو۔ (۲) دونون مین جزو مقدم یا جزو تالی ہو۔ (۳) ایک مین پورا مقدم یا پورا تالی ۱۲ اور دوسرے مین جزو مقدم یا جزو تالی ہو لیکن ان مین سے (تینون صنفون) صرف پہلی صنف مطبوع (مقبول طبع ۱۲) ہے۔

اس صنف مین بھی (مثل اقترانی حملی کے) چار شکلین اسی طرح بنتی ہین کہ اوسط اگر صغریٰ مین تالی اور کبریٰ مین مقدم ہو تو شکل اول[۱] ہے۔ اور دونون مین تالی ہو تو شکل ثانی[۲] ۱۲ اور دونون مین مقدم ہو تو شکل ثالث[۳]۔ اور صغریٰ مین مقدم اور کبریٰ مین تالی ہو تو شکل رابع[۴]۔

---

[۱] اقترانی شرطی کی تعریف صفحہ ۴۲ مین دیکھو ۱۲ [۱] جب آفتاب نکلے گا تو دن ہوگا۔ اور جب دن ہوگا تو دنیا روشن ہوگی" تو جب آفتاب نکلے گا تو دنیا روشن ہوگی ۱۲

[۲] جب آفتاب نکلیگا تو دن ہوگا اور ہرگز ایسا نہین ہی کہ جب رات ہوگی تو دن ہوگا" تو ہرگز ایسا نہین ہی کہ جب آفتاب نکلے گا تو رات ہوگی ۱۲

[۳] جب آفتاب نکلیگا تو دن ہوگا اور جب آفتاب نکلے گا تو دنیا روشن ہوگی" تو کبھی ایسا ہوگا کہ جب دن ہوگا تو دنیا روشن ہوگی ۱۲

[۴] جب دن ہوگا تو دنیا روشن ہوگی۔ اور جب آفتاب نکلے گا تو دن ہوگا" تو کبھی ایسا ہوگا کہ جب دنیا روشن ہوگی تو آفتاب نکلا ہوگا ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

تو اُس کا کوئی نہ کوئی جز ضرور صادق ہوگا۔ اور حملیات مین سے جو اُس جز کا مشارک ہو بھی ضرور صادق ہوگا۔ توان دونون کا نتیجۂ تالیف بھی ضرور صادق ہوگا۔ چونکہ اس قیاس مین حسب شرط ۳ کل تالیفات متحد النتائج ہین تو اس قیاس کا نتیجہ بالضرور صرف ایک حملیہ ہی ہوگا۔ وھذا ما ادعیناہ)

(دوسری صنف مین بہت تفصیل ہے جو اس رسالہ کے حوصلہ سے باہر ہے)

پانچوین قسم

اگرچہ پانچوین قسم کی بہی (مثل پہلی قسم کے) تین صنفین ہین۔ اور ہر صنف کی بھی (متصلہ کے صغریٰ یا کبریٰ ہونے کے اعتبار سے) دو دو صنفین ہین۔ لیکن یہان وہی صنف مطبوع ہے۔ جس مین متصلہ صغریٰ اور منفصلہ موجبہ کبریٰ ہو۔

(۱) اگر یہ چیز چڑیا ہوگی تو جاندار ہوگی۔ اور ہر ایک جاندار چرند ہین یا پرند"

نتیجہ "اگر یہ چیز چڑیا ہوگی تو چرند ہوگی یا پرند"

(اس صنف مطبوع مین بھی بہت تفصیل ہے)

قیاس استثنائی

قیاس استثنائی ہمیشہ لیسے دو مقدمون سے بنتا ہے جنمین سے پہلا مقدمہ شرطیہ ہوتا ہے اور دوسرا حملیہ جو شرطیہ کے

عین مقدم یا تالی یا نقیض مقدم یا تالی کا استثنا ہوتا ہے۔

قیاس استثنائی کے انتاج کی تین شرطین ہین۔

(۱) شرطیہ کا ایجاب (۲) شرطیہ کی لزومیت یا عنادیت (لزومیہ ہونا یا عنادیہ ہونا)

(۳) شرطیہ یا استثنا کی کلیت۔[1]

قیاس استثنائی کی دو قسمین ہین متصل[2] منفصل۔

اگر شرطیہ قیاس استثنائی مین لزومیہ ہو تو متصل ہے اور عنادیہ ہو تو منفصل۔

متصل مین عین مقدم کا استثنا عین تالی کو منتج[3] ہوتا ہے اور نقیض تالی کا استثنا نقیض مقدم کو (منتج ہوتا ہے)

"جب آفتاب ڈوبتا ہے تو رات شروع ہوتی ہے۔ لیکن آفتاب ڈوب گیا" تو "رات شروع ہو گئی"، یا "لیکن رات نہین شروع ہوئی" تو "آفتاب نہین ڈوبا")

اور عین تالی یا نقیض مقدم کا استثنا عقیم[4] ہے۔

منفصل مین اگر عنادیہ مانعۃ الجمع[5] ہو تو عین مقدم کا استثنا نقیض تالی کو منتج[6] ہوتا ہے۔ اور عین تالی کا استثنا

---

[1] شرطیہ یا استثنا کی کلیت شرط ہے کہ لزوم یا عناد کی وضع اور استثنا کی وضع ایک ہو [illegible] کلیت شرط نہین جبکہ مضمون کا اتحاد استلزام مین کافی ہے۔ جیسے "اگر خالد اس حالت مین آئے گا تو انعام پائیگا لیکن خالد اس حالت مین آیا" تو "انعام پایا" یا "لیکن خالد نے انعام نہین پایا" تو "خالد اس حالت مین نہین آیا"۔

[2] یعنی قیاس استثنائی متصل مین عین مقدم کے استثنا سے عین تالی نتیجہ نکلتا ہے اور نقیض تالی کے استثنا سے نقیض مقدم کیونکہ لزومیہ مین مقدم ملزوم اور تالی لازم ہوتا ہے اور ثبوت ملزوم ثبوت لازم کو اور انتفاء لازم انتفاء ملزوم کو مستلزم ہے ورنہ وجود ملزوم بدون لازم لازم آئیگا تو اس صورت مین لزوم ہی باطل ہو جائیگا۔

[3] یعنی عین تالی یا نقیض مقدم کے استثنا سے کچھ نتیجہ نہین نکلتا کیونکہ لزومیہ مین مقدم ملزوم اور تالی لازم ہوتا ہے اور جائز ہے کہ لازم ملزوم سے اعم ہو اور ثبوت اعم مستلزم ثبوت اخص کو یا انتفاء اخص مستلزم انتفاء اعم کو نہین ہوتا۔ اس خیال کو دیکھو "اگر یہ چیز آدمی ہوگی تو جاندار ہوگی لیکن یہ چیز جاندار ہے" [illegible]

نقیض مقدم کو۔ نتیجہ ہوتا ہے

(ہمیشہ یہ چیز یا کتاب ہوگی یا کرسی ہوگی۔ لیکن یہ چیز کتاب ہے" تو "کرسی نہیں ہے" یا "لیکن کرسی ہے"، تو "کتاب نہیں ہے")

اور مانعۃ الخلو ہو تو نقیض مقدم کا استثنا عین تالی کو منتج[1] ہوتا ہے۔ اور نقیض تالی کا استثنا عین مقدم کو۔ منتج ہوتا ہے

(ہمیشہ یہ چیز یا لاکتاب ہوگی یا لاکرسی ہوگی۔ لیکن یہ چیز لاکتاب نہیں ہے" تو "لاکرسی ہے" یا "لاکرسی نہیں ہے"، تو "لاکتاب ہے"

اور حقیقیہ[2] ہو تو ہر ایک (مقدم اور تالی) کے عین کا استثنا دوسرے کے نقیض کو منتج[3] ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کے نقیض کا استثنا دوسرے کے عین کو۔ منتج ہوتا ہے

(ہمیشہ یہ عدد یا طاق ہوگا یا جفت ہوگا۔ لیکن یہ عدد طاق ہے" تو جفت نہیں ہے"، یا "لیکن یہ عدد جفت ہے"، "تو طاق نہیں ہے" یا "لیکن یہ عدد طاق نہیں ہے" تو جفت ہے" یا "لیکن یہ جفت نہیں ہے" "تو طاق ہے")

پس حقیقیہ میں چار نتیجے نکلتے ہیں اور مانعۃ الجمع و مانعۃ الخلو ولزومیہ میں صرف دو دو نتیجے۔

قیاس[4] مرکب

قیاس مرکب دو طرح پر ہوتا ہے۔

[1] اسلئے کہ مانعۃ الخلو میں مقدم اور تالی میں منافاۃ فی الارتفاع کا حکم ہوتا ہے۔ [2] یعنی عین مقدم کا استثنا نقیض تالی کو منتج ہو اور عین تالی کا استثنا نقیض مقدم کو اسی طرح نقیض مقدم کا استثنا عین تالی کو منتج ہوتا ہو اور نقیض تالی کا استثنا عین مقدم کو اس لئے کہ حقیقیہ میں مقدم اور تالی میں منافاۃ فی الاجتماع والارتفاع دونوں کا حکم ہوتا ہے۔ [3] اوپر کہہ چکے ہو کہ اگر دو ہی قضیہ سے نتیجہ مطلوبہ نکل آئے تو اسکو قیاس بسیط کہتے ہیں ورنہ قیاس مرکب تو قیاس مرکب درحقیقت چند بسیط قیاسوں کا مجموعہ ہے۔ یعنی اگر قیاس مرکب میں تین قضیے ہوں تو دو بسیط قیاسوں کا مجموعہ ہے اور چار قضیے ہوں تو تین بسیط قیاسوں کا مجموعہ ہے وعلی ہذا القیاس اگر قیاس مرکب میں سات بسیط قیاسوں کے

(۱) موصول النتائج "سب آدمی جاندار ہین۔ اور سب جاندار جسم ہین۔ پس سب آدمی جسم ہین۔ اور سب جسم جوہر ہین، پس سب آدمی جوہر ہین اور سب جوہر ممکن ہین، پس سب آدمی ممکن ہین"۔)

(۲) مفصول النتائج (ہر آدمی جاندار ہے۔ اور ہر جاندار جسم ہے۔ اور ہر جسم جوہر ہے۔ اور ہر جوہر ممکن ہے "پس ہر آدمی ممکن ہے"۔)

قیاس مرکب کی اُسوقت ضرورت پڑتی ہے کہ قیاس بسیط (منتج نتیجہ مطلوبہ) کا کوئی مقدمہ (ایک خواہ دونون) نظری ہو۔

قیاس خلف

قیاس خُلف وہ قیاس مرکب ہے جسمین مطلوب کا اثبات نقیض مطلوب کے ابطال سے کیا جائے۔

قیاس خُلف ہمیشہ کم سے کم دو بسیط قیاسون سے بنتا ہے۔ (۱) اقترانی شرطی متصل[۱] (۲) استثنائی متصل[۲] (جو اقترانی مذکور کے نتیجے (متصلہ لزومیہ) اور اُس نتیجے کے تالی کے نقیض کے استثنا سے بنتا ہے)

مثال

جب مطلوب ثابت نہ ہوگا تو اوسکا نقیض ثابت ہوگا۔ اور جب اوسکا نقیض ثابت ہوگا تو محال ثابت ہوگا، تو "جب مطلوب ثابت نہ ہوگا

[۱] یعنے قیاس اقترانی شرطی کی پہلی قسم جس کی ترکیب دو متصلے سے ہوتی ہے
[۲] یعنے قیاس استثنائی کی پہلی قسم جس مین شرطیہ متصلہ لزومیہ ہوتا ہے

۱۲ ۱۲ ۱۲

مثال مندرجہ کتاب مین پہلے قضیے (ا برابر ہے ب کے) مین برابر محمول ہوا اور ب اوس کا متعلق ہے اور یہی ب دوسرے قضیے (ب برابر ہے ج کے) مین موضوع پڑا ہے وعلی ہذا فقس الامثلۃ الآخر

تو محال ثابت ہوگا لیکن محال ثابت نہین ،، تو مطلب ثابت ہی"

پہلے قیاس کا دوسرا مقدمہ جب کبھی نظری ہوتا ہے تب قیاسات دو سے بڑھ جاتے ہین۔

قیاس مساوات

قیاس مساوات اُس قیاسِ مرکب کا نام ہے جو کم سے کم ایسے تین قضیون سے بنتا ہے جنمین سے پہلے قضیے کے محمول کا متعلق[1] دوسرے قضیے کا موضوع ہوتا ہی۔

(ا برابر ہے ب کے اور ب برابر ہے ج کے۔ اور برابر کا برابر برابر ہوتا ہے ،، پس ا برابر ہے ج کے")

قیاس مساوات مین جب آخری مقدمہ سچا ہوتا ہے۔ تو نتیجہ[2] سچا نکلتا ہے۔ ورنہ[3] جھوٹا۔

(قیاس کا بیان ہوچکا باب حجت کی دوسری قسم (استقرار) کا بیان سُنو)

استقرار

جب کسی کلی کی کل جزئیات پر صرف اس وجہ سے کوئی حکم لگایا جائے کہ وہ حکم کلی مذکور کی اکثر یا کل جزئیات کو

[2] مثال مذکورہ متن دیکھو کہ اس مین آخری مقدمہ برابر کا برابر برابر ہوتا ہی سچا ہے تو نتیجہ (ا برابر ہے ج کے) بھی سچا نکلا دوسری مثال (ا بڑا ہے ب سے اور ب بڑا ہے ج سے۔ اور بڑے سے بڑا بڑا ہوتا ہے" تو ا بڑا ہی ج سے") تیسری مثال (ا اوپر ہے ب سے اور ب اوپر ہے ج سے اور اوپر سے اوپر اوپر ہوتا ہے" تو ا اوپر ہے ج سے") چوتھی مثال (طلاق موقوف ہے نکاح پر اور نکاح موقوف ہے تراضی طرفین پر۔ اور موقوف کا موقوف موقوف ہوتا ہی" تو طلاق موقوف ہی تراضی طرفین پر") وعلی ہذا القیاس"

[3] اس مثال مین کہ (ا آدھا ہی ب کا اور ب آدھا ہی ج کا) دیکھو کہ آخری مقدمہ (آدھے کا آدھا آدھا ہوتا ہی) جھوٹا ہے تو نتیجہ (ا آدھا ہے ج کا) بھی غلط ہے دوسری مثال (ا دونا ہے ب کا اور ب دونا ہے ج کا) اسمین بھی آخری مقدمہ دونے کا دونا دونا ہوتا ہی غلط ہی تو نتیجہ (ا دونا ہے ج کا۔ علیٰ ہذا) ...سری مثال (ا دشمن ہے ب کا۔ اور ب دشمن ہی ج کا) اسمین بھی آخری مقدمہ دشمن کا دشمن دشمن ہوتا ہی غلط ہی۔ تو نتیجہ

ثابت ہو چکا ہو تو اس کا نام اول صورت[1] مین استقرار یا استقراء[2] ناقص ہے۔ اور دوسری[3] صورت مین استقراء تام اور قیاس مقسم۔

استقراء کی مثال

(جاندار کی اکثر جزئیات ۔ چرند (آدمی ۔ گھوڑا ۔ بکری ۔ اونٹ ۔ ہاتھی بیل بلی ۔ وغیرہ وغیرہ) ہون ۔ خواہ پرند (کبوتر ۔ قمری ۔ فاختہ ۔ مینا تیتر ۔ بٹیر ۔ چیل ۔ کوا ۔ بشکرا ۔ باز ۔ بحری ۔ وغیرہ وغیرہ) چبانے کے وقت اپنے نیچے کے جبڑے کو ہلاتے ہین ۔ تو سب جاندار ایسے[4] ہی ہین) استقرا ء تام قیاس اقترانی شرطی کی چوتھی قسم مین داخل[5] ہو۔

(اب حجت کی تیسری قسم (تمثیل کا بیان سُنو)

تمثیل

جب کسی چیز پر ایک حکم کسی علت سے لگ چکا ہو ۔ اور وہی علت کسی دوسری چیز مین بھی پائی جائے ۔ تو اُسی علت سے اُس دوسری چیز پر بھی وہی حکم لگایا جائے ۔ تو اس کا نام تمثیل ہے۔

تمثیل مین پہلی چیز کو اصل اور دوسری کو فرع اور علت مشترکہ کو علت جامعہ و جامع و وصف کہتے ہین۔

[1] یعنی جس صورت مین کہ حکم مذکور اُس کلی کی اکثر جزئیات کو ثابت ہو چکا ہو ۱۲

[2] یعنی مطلق استقراء اور استقراء ناقص ان دونون لفظون سے یہی اول صورت سمجھی جاتی ہے ۱۲

[3] یعنے جس صورت مین کہ حکم مذکور اُس کلی کی کل جزئیات کو ثابت ہو چکا ہو ۱۲ ۱۲ ۱۲

[4] یعنے چبانے کے وقت اپنے نیچے کے جبڑے کو ہلاتے ہین ۱۲ ۱۲ ۱۲

[5] دیکھو صفحہ ۶۶ ۱۲ ۱۲ ۱۲

تمثیل کم سے کم حسب ذیل تین قضیون سے بنتی ہے.

(۱) اصل پر فلان حکم لگ چکا ہو. (۲) اوس حکم کی علت فلان چیز ہے (۳) وہ چیز فرع مین بھی پائی جاتی ہے.

(حضاجرِ علم غیر منصرف ہے. اسکے غیر منصرف ہونے کی علت اصلی جمعیت ہے. اصلی جمعیت مساجد علم مین بھی پائی جاتی ہے. تو وہ بھی غیر منصرف ہو"

ان تینون قضیون مین سے ۱ و ۳ ہر تمثیل مین بیّن ہوتے ہین. صرف ۲ کو ثابت کرنا پڑتا ہے.

۲ کے ثابت کرنے کے بہت سے طریقے ہین لیکن دو ان مین سے (بوجہ عام شہرت) عمدہ سمجھے گئے ہین (۱) دوران (۲) تردید

دَوَران کے معنے ہین ایک چیز کا دوسری چیز کے لئے مَدار ہونا (یعنے یہ کہ جب پہلی چیز پائی جائے تو دوسری بھی پائی جائے اور جب پہلی چیز نہ پائی جائے تو دوسری بھی نہ پائی جائے)

(عدل و علمیت زفرؔ کے غیر منصرف ہونے کی نسبت[۱])

ایک مشہور بات ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے لئے مدار ہونا پہلی چیز کے دوسری چیز کے لئے علت ہونے کی دلیل ہو یعنی دَوَران علیّت کی دلیل ہے.

[۱] کہ جب تک یہ دونون چیزین (عدل اور علمیت) زفر مین پائی جائینگی زفر غیر منصرف رہے گا اور جب ایک بھی زائل ہوجائیگی غیر منصرف باقی نہ رہے گا ۱۲

لیکن یہ عموماً صحیح نہین ہے۔ کیونکہ جو معلولات یا شرائط یا لوازم کہ اپنی علت یا مشروط یا ملزوم کے مساوی ہون ضرور اُنکے مدار ہین۔ حالانکہ اُنکی علت نہین ہین۔

دَوران کا نام طرد وعکس بھی ہے۔

تردید (جسکا نام سبرُ وتقسیم بھی ہے) یہ ہے کہ پہلے اصل کے اوصاف ڈھونڈھ کر اکٹھا کرین۔ پھر اون سے ایک منفصلہ مانعۃ الخلو بنائین اور یون کہین کہ " اصل مین حکم علت یا یہ وصف ہوگا۔ یا یہ وصف یا یہ وصف۔ اسیطرح آخر تک"۔

پھر ایک ایک وصف کی علیت باطل کرتے چلے آدین۔ یہانتک کہ ایک ہی وصف رہ جائے تو وہی علت ٹھہرے گا۔

"زُفَر مین غیر منصرف ہونے کی علت یا لفظ ہوتا ہے یا لفظ موضوع ہونا یا مفرد ہونا یا اسم ہونا یا معرب ہونا یا ثلاثی مجرد ہونا یا معدول وعلم ہونا لیکن چھہ اول الذکر مین سے کوئی بھی علت نہین ہے۔ درنہ ہر لفظ یا ہر لفظ موضوع یا ہر مفرد یا ہر اسم یا ہر معرب یا ہر ثلاثی مجرد غیر منصرف ہو۔ حالانکہ ایسا نہین ہے" تو "بالضرور ساتوان (معدول وعلم ہونا) ہی علت ہے اور یہی ثابت کرنا تھا"۔

تنبیہ

یقینی المقدمات قیاس سے نتیجہ ہمیشہ یقینی ہی[1] نکلتا ہے اور استقراء (ناقص) سے ہمیشہ ظنی ہی[2] اور تمثیل میں اگر جامع علت[3] (علت موجبہ) موجبہ ہو تو قیاس میں[4] داخل ہے۔ ورنہ استقراء (ناقص) کے مثل[5] ہے۔

مادہ قیاس

قیاس دو چیزوں سے بنتا ہے مادہ۔ صورت۔

(کیونکہ قیاس ایک مرکب[6] چیز ہے۔ اور ہر ایک مرکب انہیں دو (مادہ و صورت) چیزوں سے بنتا ہے)

جن قضیوں سے قیاس بنتا ہے (جن سے قیاس بنتا ہے) قیاس کے مادے کہلاتے ہیں اور وہ ہیئت اجتماعی جو مواد قیاس کو ان کے اجتماع سے عارض ہوتی ہے جس سے وہ قیاس اقترانی یا استثنائی کی کوئی قسم بن جاتے ہیں۔ قیاس کی صورت ہے۔

(ابتک جس قدر قیاس کا بیان ہوچکا ہے کل صورت کے اعتبار سے تھا۔ اب مادے کے اعتبار سے بیان ہوتا ہے۔

[1] کیونکہ نتیجے کا لزوم اصغر کا اندراج اوسط کے تحت میں (جیسا کہ قیاس اقترانی میں ہوتا ہے) یا مقدم اور تالی میں ملازمت یا تحقق مقدم یا انتفاء تالی یا مقدم و تالی میں معاندت یا تحقق مقدم یا تالی یا انتفاء مقدم یا تالی (جیسا کہ قیاس استثنائی میں ہوتا ہے)، تو جب ان دو امروں میں سے کوئی امر بھی پایا جائیگا اور مقدمات سارے یقینی ہونگے تو نتیجہ ضرور یقینی ہی نکلے گا۔

[2] کیونکہ جب کسی کلی کی اکثر جزئیات کو کوئی حکم ثابت ہو تو کیا ضرور ہے کہ اس کلی کی کل جزئیات کو بھی یہی حکم ثابت ہوجائے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض جزئیات کو اس حکم کے خلاف کوئی دوسرا حکم ثابت ہو۔

[3] علت موجبہ وہ علت ہے جس کا اپنے معلول سے تخلف ممتنع الانفکاک ہو یا تم ہے کہ علت تامہ یا علت تامہ کا جزء اخیر۔ علت موجبہ انہیں دو میں منحصر ہے۔

[4] یعنی اس کا نتیجہ ہمیشہ یقینی ہی نکلتا ہے کیونکہ اس تمثیل کا حاصل یہی ہے کہ جو حکم کہ اصل پر لگ چکا ہے اس حکم کی علت موجبہ فرع میں بھی پائی جاتی ہے، وہ حکم فرع پر بھی ضرور لگیگا تو وہ جو حکم کہ اصل پر لگ چکا ہے فرع پر بھی ضرور لگیگا۔

[5] یعنی جس طرح استقراء سے نتیجہ ہمیشہ ظنی ہی نکلتا ہے اس تمثیل سے بھی ظنی ہی نکلتا ہے کیونکہ جائز ہے کہ اس حکم کی علیت میں صرف خصوصیت کو ہی دخل ہو یا اس حکم سے فرع کی خصوصیت مانع ہو۔

[6] دیکھو قیاس کی تعریف۔

... کا یقین کیا گیا ہو، غیر یقینی جو ان کے برخلاف ہوں۔ ؎ دیکھو مسئلہ ۱۲ ص ۲۴ ...

قیاس کے مادے دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) یقینی[۱] (۲) غیر یقینی۔

یقینی اُس اذعان[۲] و اعتقاد کا نام ہے۔ جو جازم[۳] و واقعی و ناممکن الزوال ہو۔

یقینی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بدیہی (۲) وہ نظری جو بدیہی سے (بلا واسطہ یا بواسطہ نظری) ثابت ہوں۔

بدیہی[۴] کو اصول یقینیات اور نظری[۵] مذکور کو فروع یقینیات کہتے ہیں

بدیہی کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱) **اَوّلیات** وہ قضیے جنکے یقین کرنے کے لئے صرف اُنکے اطراف کا تصور (اور نسبت) کافی ہو۔ "ہر کل اپنے جزو سے بڑا ہوتا ہے" و بالعکس"

اولیات کا دوسرا نام بدیہیات ہے۔

(۲) **فِطرِیّات** وہ قضیے جنکے یقین کرنے کے لئے (تصور اطراف و نسبت کے علاوہ) ایسا واسطہ بھی درکار ہو جو تصور اطراف (اور نسبت) کے وقت ذہن سے کبھی غائب نہ ہوجاتا ہو۔ "چار[۶] جفت ہی۔ پانچ[۷] طاق ہے"

وہ اعتقاد ... ہے جسمیں نقیض کا ذرا بھی احتمال باقی نہ ہو اور جسمیں نقیض کا بھی مرجوح احتمال باقی ہو اوسکا نام ظن ہے۔ اور وہ اعتقاد (جازم یا ظنی) جو واقعی نہ ہو اوسکو جہل مرکب کہتے ہیں اور جو اعتقاد (جازم یا ظنی واقعی یا غیر واقعی) کہ ممکن الزوال ہو وہ تقلید ہے۔ ؎ اور وہ نظری جو بدیہی سے (بلا واسطہ نظری یا بواسطہ نظری) ثابت نہ ہوں خواہ ظنی ہوں یا جہلی یا تقلیدی، وہ غیر یقینی ہیں۔ ؎ یعنی جو بدیہی کر ثابت ہوں۔ ؎ جب چار اور جفت اور نسبت کا تصور ہوتا ہے تو ساتھ ہی چار کا دو برابر حصوں پر بلا کسر بٹنا بھی ذہن میں آجاتا ہے اور اسی واسطے سے چار کے جفت ہونے کا یقین ہوجاتا ہے۔ ؎ جب پانچ اور طاق اور نسبت کا تصور ہوتا ہے۔ تو ... پانچ کا دو برابر حصوں پر بلا کسر نہ بٹنا بھی ذہن میں آجاتا ہے۔ اور اسی واسطے سے پانچ ... یقین ہوجاتا ہے۔

۵ حس ظاہر سے حواس خمسہ ظاہری (باصرہ، سامعہ، شامہ، ذائقہ، لامسہ) مراد ہیں (دیکھو حاشیہ
۵۲ حس باطن سے حواس خمسہ باطنی (حس مشترک، خیال، وہم، حافظہ، متصرفہ) مراد ہیں

نظریات کا دوسرا نام "قضایا قیاسا تہا معہا" ہے۔

(۳) **مُشَاہَدات** (وہ قضیئے جنکے یقین کرنے کے لیے حس ظاہر یا باطن کا وسیلہ بھی درکار ہو)
تصور اطراف کے علاوہ ۱۲

اول کا نام حسّیات ہے (زمرو سبز ہوتا ہے۔ بلبل نغمہ خوان ہوتی ہے۔ گلاب خوشبودار ہوتا ہے۔ قند میٹھا ہوتا ہے۔ پتھر سخت ہوتا ہے")

ثانی کا نام وجدانیات (میں بھوکا ہون۔ میں پیاسا ہون۔ میں پُرشکم ہون۔ میں سیراب ہون۔ میں خوش ہون۔ میں ناخوش ہون۔)

(۴) **تجربیات** (وہ قضیئے جن کے یقین کرنے کے لیے کثرت تجربہ بھی درکار ہو "املتاس دست آور ہے۔ ملہٹی کھانسی کو نافع ہے سنکھیا زہر ہے")
تصور اطراف کے علاوہ ۱۲

(۵) **حدسیات** (وہ قضیئے جنکے یقین کرنے کے لیے حدس بھی درکار ہو۔ "دنیا ستارون سے روشن ہوتی ہے۔ آواز کا ادراک سامعہ سے ہوتا ہے۔ رنگون اور شکلون کا ادراک باصرہ سے")
تصور اطراف کے علاوہ ۱۲
سننے کی قوت ۔ دیکھنے کی قوت

(۶) **مُتَوَاتِرات** (وہ قضیئے جنکے یقین کرنے کے لیے اتنے
تصور اطراف کے علاوہ ۱۲

۵۲ جن کے یقین کرنے کے لیے حس ظاہر کا وسیلہ درکار ہو جنکے یقین کرنے کے لیے حس باطن کا وسیلہ درکار ہو ۵ مرتب مبادی کا دفعۃً ذہن کو منکشف ہوجانا ۵۳ تواتر میں یہ بھی شرط ہو کہ وہ قضیئے حسّی ہی ہون کیونکہ تواتر نظریات اور بدیہیات غیر حسیہ میں مفید یقین نہیں ہے مثلاً عالم کے حدوث کی خبر اگر تمام دنیا کے لوگ کسی کو دین جو اس کو بدیہیات سے ثابت نکر چکا ہو تو یہ خبر اوسکے حق میں یقینی نہ ہوگی اسیطرح اگر سارے لوگ کسی کو دوسرے کے بھوکے یا پیاسے ہونے کی خبر دین تو یہ خبر اوسکے حق میں یقینی نہ ہوگی اگر یہ اعتراض کرو کہ نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ کی فرضیت اور قیامت اور شفاعت اور ثواب اور جزا وغیرہ کی حقیت محض امور عقلیہ میں جنکو حس سے کچھ بھی سروکار نہیں ہو حالانکہ سلف وخلف نے انپر تواتر ہی سے استدلال کیا ہو تو اسکا جواب یہ ہو کہ سلف وخلف نے تواتر سے ان امور پر استدلال نہیں بلکہ تواتر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے وجود پر جو امور مذکورہ پر قطعی دال ہے استدلال کیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حسّیات سے ہو کیونکہ محسوس و مسموع ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے جو حسی اور متواتر

تواتر مین راویون کی کوئی حد معین نہین ہے کہ مثلاً دس یا بیس یا پچاس یا سو یا اس سے کم یا زیادہ ہون بلکہ یہ شرط ہے کہ اتنے ہون جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عقل محال جانے یعنے ان کی خبر سے یقین حاصل ہو جائے بس جب راوی اتنے ہو گئے تو وہ خبر متواتر ہو گئی اگرچہ عدد مین تھوڑے ہون اور اگر اتنے نہ ہوئے تو وہ خبر متواتر نہین ہوئی اگرچہ عدد مین بہت ہون الغرض تواتر مین حصول یقین معتبر ہے جتنے راویون سے حاصل ہو جائے "

لوگون کی روایت[1] ہی درکار ہو جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عقلاً محال ہو (۱) مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ دو شہر ہین۔ موسیٰ اور فرعون دو شخص گذرے ہین"

آخر الذکر چار قسمین[2] صرف اُسی شخص کے حق مین یقینی ہین جسکو خود ان کا مشاہدہ یا تجربہ یا حدس یا تواتر حاصل ہو چکا ہو[3] نہ اورون کے حق مین۔ اسیطرح نظری[4] مذکور (یقینی کی دوسری قسم) بھی اُسی شخص کے حق مین یقینی ہین جسکے نزدیک بدیہی سے ثابت ہو چکے ہون نہ غیرون کے حق مین۔

غیر یقینی کی سات قسمین ہین۔

(۱) **مشہورات** (وہ قضیے (سچے خواہ جھوٹے) جن کے اعتقاد کا سبب صرف اتفاق آرا ہو خواہ کل کی رائے کا اتفاق (مثلاً عدل اچھا ہے۔ ظلم برا ہے") خواہ کسی خاص گروہ کی رائے کا (سخاوت اور بہادری محمود ہے۔ یا سخاوت اور بہادری مذموم ہے") سخیون اور مردون کے نزدیک " بخیلون اور نامردون کے نزدیک

[1] اگر کسی قضیہ کی روایت سلسلہ بسلسلہ ہو تو اوسکے تواتر مین یہ بھی شرط ہے کہ اوسکے ہر سلسلہ مین (اول ہو یا وسط یا آخر) اتنے لوگ راوی ہون جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عقلاً محال ہو۔ اگر کسی ایک سلسلہ مین بھی ناقلین اسقدر سے کم ہو نگے تو وہ قضیہ متواتر اور یقینی نہ ہو گا مثلاً یہود کا یہ ادعا کہ "انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم" یا یہ ادعا کہ موسیٰ نے فرمایا ہے "تمسکوا بالسبت ابدا" ہرگز متواتر نہین کیونکہ اولاً تو ان سلسلون کا اتصال ثابت نہین ثانیاً ان باتون کے ناقلین اول سلسلہ مین بہت ہی قلیل لوگ تھے جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال نہ تھا بلکہ بالفعل ممکن تھا بلکہ متعین تو یہ ہے کہ یہ باتین محض گھڑی ہوئی ہین۔ جن کی کچھ اصلیت نہین "

[2] مشاہدات۔ تجربیات۔ حدسیات۔ متواترات "

[3] مثلاً جس شخص نے زمرد دیکھا ہو یا گلاب نہ سونگھا ہو اور نہ اس بات کو کہ زمرد سبز ہوتا ہے یا گلاب خوشبودار ہوتا ہے" اتنے لوگون سے سنا ہو جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عقلاً محال ہو اوس شخص کے حق مین یہ باتین یقینی نہ ہو نگی بخلاف اول الذکر کے

[4] ان مین دو قسمین (اولیات نظریات) ہے کہ وہ تو یقینی ہین کسی کی خصوصیت نہین " جو بدیہی سے بلا واسطہ یا بواسطہ ثابت ہوتی ہو۔ یہ دونون مثالین اوس شخص کی نسبت صحیح ہین جسکو ان کا اتفاق معلوم ہو اور بہت سے ہو اوس شخص کی نسبت جس کے نزدیک یہ باتین بدیہی سے ثابت ہو نگی بہت کچھ نکا وسکے نزدیک یہ قسم مین داخل ہین " یعنی ہر فرقہ کے یہان بجا حالات مختلف ہو جاویگے جیسا کہ مشہورات مین جنکو دی تو

وَلِكُلٍّ قَوْمٍ مَشْهُوْرَاتٌ مَخْصُوْصَاتٌ بِهِمْ بِحَسْبِ الْاَمْزِجَةِ وَالْعَادَاتِ مُسَلَّمَةٌ عِنْدَهُمْ لَا يُسَلِّمُهَا الْآخَرُوْنَ۔

(کبھی کبھی بعض مشہورات اس درجہ شہرت پکڑ جاتے ہین جس سے وہ اولیات کے ساتھ ملتبس ہو جاتے ہین. لیکن ما بہ الامتیاز یہ ہے۔ کہ جب اتفاق آرا سے قطع نظر کرین تو اولیات کا اذعان اپنے حال پر رہجاتا ہے. اور مشہورات کے اذعان مین فرق آجاتا ہے۔)

(۲) مُسَلَّمَات (وہ قضیے (سچے خواہ جھوٹے) جو مناظرے مین خصم نے مان لئے ہون یا ایک[1] علم مین ثابت ہو چکے ہون اور دوسرے علم مین مان لئے گئے ہون۔ ان کا نام اصول موضوعہ بہی ہے۔)

[1] جیسے اصول موضوعہ علم ہندسہ مین کہ دوسرے علم مین ثابت کئے گئے ہین اور ہندسہ مین مان لئے گئے ہ

(۳) مقبولات (وہ قضیے (سچے خواہ جھوٹے) جن کے اعتقاد کا سبب صرف اون کے قائلین کے ساتھ علم وتحقیق وزہد وریاضت کا حسن ظن ہو. بہ علما. حکما. عرفا. کے اقوال۔)

(۴) مظنونات (وہ قضیے (صحیح خواہ غلط) جنکو اس طرح باور کرین جن مین نقیض کا بہی مرجوح احتمال باقی ہو. ۔ جو شخص رات کو گلیون مین چھپ چھپ کر گھومتا ہے وہ چور ہوتا ہے۔)

(۵) مُخَیَّلَات. (وہ قضیے (جھوٹے خواہ سچے) جن کے ذہن مین آنے سے نفس کو بسط یا قبض. رغبت یا نفرت پیدا ہو. گل سرخ

چو عارضِ خوبان ✦ سنبلش ہمچو زلفِ محبوبان ✦ معلم کتّا را دیدم ترش روئے و تلخ گفتار۔ بدخوئے و مردم آزار۔ کُند طبع و ناپرہیزگار۔ کہ عیشِ مسلمانان بدیدن او تبہ گشتے۔ و خواندن قرآنش دلِ مردم سیہ کردے"

(۶) **وہمیات** (وہ جھوٹے قضیے جن مین وہم غیر محسوس پر محسوس کا حکم لگادے۔ کل موجودات اشارہ حسیہ کے قابل ہین")

(وہمیات بھی بیشتر (اس وجہ سے کہ وہم کا نفس پر استیلا عظیم ہے اور نفس اوسکا از بس مسخر و مطیع و محکوم ہے کہ جو کچھ وہ سچا خواہ جھوٹا حکم لگا دیتا ہے نفس اوسکو قبول کر لیتا ہے) اولیات کے ساتھ ملتبس ہو جاتے ہین۔ اور اسی وجہ سے بہتیرے لوگ اوہام باطلہ مین منہمک رہ جاتے ہین۔ اور اون سے مدت العمر نجات نہین پاتے۔ عیاذاً باللہ تعالیٰ من ذلک۔ اور اگر خدائے تعالیٰ اپنے خاص بندون کی عقل صرف اور شرع شریف سے دستگیری نفرماتا تو وہ بھی اوسیطرح اوہام باطلہ کی تاریکیون سے کبھی نکل نہ سکتے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ من ذلک۔

(۷) **مُشَبَّہات** (وہ جھوٹے قضیے جو صورۃً یا معنےً سچے قضیون کے مشابہ ہون (شیر کی تصویر کو کہین "یہ شیر ہے۔ اور سب شیر درندے ہین" تو یہ تصویر درندہ ہے" یا جوہر کی صورت کو

" " " کیمیا ماسکابرسن میزان منطق۔ کبیر کی نحو اسمین بہ بہر انصیبات کتب پیدائش بارانی ہم بوقت کی لپ پائیڈ لتیبر [illegible]

جو ذہن کے ساتھ قائم ہے کہیں "یہ جوہر ذہن کے ساتھ[1] قائم ہے"

یا حدوث کو کہیں "حدوث حادث[2] ہے"

قیاس کی (مواد کے اعتبار سے) پانچ قسمیں ہیں۔ برہان

جدل۔ خطابہ۔ شعر۔ سفسطہ۔

قیاس کے مواد اگر کل یقینیات ہوں تو برہان ہے۔

برہان کی دو قسمیں ہیں لمی۔ اِنّی۔

جس طرح حد اوسط حکم نتیجہ کے ذہن میں پائے جانے

کی علت ہے اسی طرح اگر اوسکے واقع میں پائے جانے

کی علت ہو تو برہان لمی ہے۔ (عالم کا ہر ذرہ ممکن[3] ہے اور ہر ممکن

کے لئے مُوجِد ضرور ہے" تو عالم کے ہر ذرہ کیلئے موجد ضروری ہے")

ورنہ[4] برہان اِنی (یہ شخص سریع النبض ہے۔ اور ہر سریع

النبض حار المزاج ہے "تو" یہ شخص حار المزاج ہے")

قیاس استثنائی میں مقدمہ استثنائیہ حد اوسط[5] کا حکم رکھتا ہے

اگر قیاس کے مواد مشہورات[6] یا مُسَلَّمَات ہوں تو وہ قیاس

جدل ہے۔

---

[1] اس میں یہ جھوٹ ہے کہ جوہر کی صورت کو جو ذہن کے ساتھ قائم ہے جوہر کہدیا حالانکہ وہ جوہر نہیں … کیونکہ وہ ذہن کی صفت ہے ۱۲ [2] اس میں یہ جھوٹ ہے کہ حدوث کو جو امر ذہنی ہے حادث کہدیا۔ حالانکہ حادث یعنی خارجی ہوتی ہے نہ امر ذہنی ۱۲ [3] امکان واقع میں احتیاج الی الموجد کی علت ہے یعنی ہر ممکن اپنے امکان ہی کی جہت سے موجد کا محتاج ہوتا ہے ۱۲ [4] یعنی اگر حد اوسط حکم نتیجہ کے واقع میں پائے جانے کی علت نہ ہو صرف ذہن ہی میں پائے جانے کی علت ہو تو برہان انی ہے اسکی دو صورتیں ہیں (۱) حد اوسط حکم نتیجہ کا معلول ہو اسکا نام دلیل ہے یہ صورت کہ دلیل ہے اسکی مثال متن میں مذکور ہے (۲) حد اوسط حکم نتیجہ کا معلول نہ ہو "جب آفتاب نکلیگا تو دن ہوگا اور جب دن ہوگا تو دنیا روشن ہوگی" تو جب آفتاب نکلے گا تو دنیا روشن ہوگی ۱۲ [5] یعنی اگر مقدمہ استثنائیہ حکم نتیجہ کے واقع میں پائے جانے کی علت ہو تو برہان لمی ہو (اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن ہوگا لیکن نکلا ہے تو دن ہے) ورنہ برہان انی (جب آفتاب نکلیگا تو دن ہوگا لیکن دن ہے تو آفتاب نکلا ہے) ۱۲ [6] یہ انفصال بطور منع الخلو ہے مشہورات بھی ہوں اور مسلمات بھی دونوں ہے جیسے جیسے طرح خطابہ و سفسطہ کی تعریف میں بھی انفصال بطور منع الخلو ہے

(یہ بخیل ہے اور ہر بخیل مذموم ہے" پس " یہ مذموم ہے"

اور مقبولات یا مظنونات ہون تو خطابۃ ہے (" یہ شخص رات کو گلیون مین چھپ چھپ کر گھومتا ہے ۔ اور جو ایسا ہو وہ چور ہے" پس " یہ شخص چور ہے")

خطابت کے استعمال کرنیوالے کو خطیب اور واعظ کہتے ہین۔ اور مخیلات ہون تو شعر ہے (" وہ ترشرو و تلخ گفتار ہے ۔ اور جو ترش رو و تلخ گفتار ہو قابل نفرت ہی" پس وہ قابل نفرت ہی")

اور وہمیات یا شبہات ہون تو سفسطہ ہے (" جوہر کی صورت کو جو ذہن کے ساتھ قائم ہے کہین " یہ جوہر ذہن کے ساتھ قائم ہے ۔ اور جو ذہن کے ساتھ قائم ہو عرض ہے " تو " یہ جوہر عرض ہے")

اور اعلیٰ وادنیٰ ملے ہوئے ہون تو ادنیٰ ہی کا اعتبار ہے (یعنی اگر یقینیات اور مشہورات ملے ہوئے ہون تو جدل ہے اور یقینیات اور مقبولات ملے ہوئے ہون تو خطابۃ ہی وعلیٰ ہذا القیاس)[1]

جدل سے (جب مجادل معترض ہو) الزام خصم مقصود ہوتا ہی، اور (جب مجیب ہو) اپنی رائے کی محافظت ۔

خطابت سے اسطرح کی عملی باتون کا بتانا مقصود ہوتا ۔

[1] یعنے اگر یقینیات اور مخیلات یا مشہورات اور مخیلات یا مقبولات اور مخیلات ملے ہوئے ہون تو شعر ... اور یقینیات اور وہمیات یا مشہورات اور وہمیات یا مشہورات اور وہمیات یا مظنونات اور وہمیات یا مخیلات اور وہمیات ملے ہوئے ہون تو سفسطہ ہے وقس علیٰ ذلک " " "

جو معاش یا معاد مین مفید یا مضر ہون تاکہ مفید کو کرنے اور مضر سے بچنے سے دونون جگہ اچھے رہین۔

شعر سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ نفس ترغیب و ترہیب سے متأثر ہو۔

سَفسَطَہ سے خصم کی تغلیط مقصود ہوتی ہے اور اوسکا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اوسکو جان کر اوس سے محفوظ رہین۔

اب تہوڑا مغالطے کا بیان بہی سن لو

مغالطے کا بیان

جو دلیل غلط ہو اوسکو مُغَالَطَہ کہتے ہین۔

دلیل مین غلطی دو ہی طرح کی ہوتی ہے ۱ صورت کی ۲ مادہ کی اوّل کا نام مغالطۂ صوری ہے۔ دوسرا کا مغالطۂ مادّی۔

مغالطات کی بحث ایسی عمدہ اور دلچسپ ہے کہ اسکو جتنا طول دیجئے خالی از منفعت نہین۔ لیکن اس رسالے میں طول کی گنجائش کہان۔ لہذا مختصر طور سے صرف چند اصول مغالطات صوری بیان کئے جاتے ہین۔

مغالطہ صوری کبھی حد اوسط مین واقع ہوتا ہے اور کبھی شرائط انتاج مین

مغالطہ حد اوسط مین کبھی یون واقع ہوتا ہے کہ بادی النظر مین تو حد اوسط مکرر معلوم ہوتی ہے کہ اوسکا لفظ دونون مقدمون مین ایک

ہی ہوتا ہے۔ لیکن ایک مین خود وہی لفظ مراد ہوتا ہے اور دوسرے مین اوسکے[1] معنے۔ اور کبھی[2] یون واقع ہوتا ہے کہ دونون مین معنی ہی مراد ہوتے ہین۔ لیکن وہ معنی دونون مین مختلف ہوتے ہین۔ مثلاً وہ لفظ متعدد المعنی (مشترک یا منقول یا حقیقت ومجاز) ہے اور ایک مین اوسکے ایک معنی اور دوسرے[3] مین دوسرے معنی مراد لیے گئے ہین۔

(شعرا کے کلام مبشتر اسی قسم کے مغالطون سے بھرے ہوئے ہوتے ہین)

اور کبھی یون واقع ہوتا ہے کہ دونون مین اوسکے ایک ہی معنی مراد ہوتے ہین۔ لیکن ایک مین اوسکے ساتھ کوئی قید بھی معتبر ہوتی ہے اور دوسرے مین نہین[4]۔

---

[1] "اَلْغَلَطُ غَلَطٌ وَالْغَلَطُ صَحِیحٌ فَالْغَلَطُ صَحِیحٌ" یہان کبریٰ مین غلط سے خود لفظ غلط مراد ہے۔ اور صغریٰ مین اوسکے معنے یعنی خطا غلط ہے۔ [2] مشترک کی مثال (جرس کی طرف اشارہ کرکے کہین "یہ گھنٹہ ہے اور جو گھنٹہ ہے اوسکا پامنٹ ہو۔" پس "جرس کا پامنٹ ہو") اس مثال مین لفظ گھنٹہ مشترک ہے دیکھو صفحہ ۹۱۔ صغری مین اسکے ایک معنے اور کبرے مین دوسرے معنے مراد لئے گئے ہین۔ یہی امر منشا مغالطہ ہوگیا ہے۔ منقول کی مثال (کوئی ہوئی سنکھیا کی طرف اشارہ کرکے کہین "یہ کوفتہ ہے۔ اور ہر کوفتہ کھانے کی چیز ہے۔" پس "یہ سنکھیا کھانے کی چیز ہے") اس مثال مین لفظ کوفتہ منقول ہے (دیکھو صفحہ) صغری مین اس کے معنے منقول عنہ اور کبریٰ مین معنے منقول الیہ مراد لے گئے ہین۔ حقیقت ومجاز کی مثال (کسی بہادر آدمی کی طرف اشارہ کرکے کہین یہ شیر ہے اور سب شیر درندے ہین۔" پس "یہ بہادر آدمی درندہ ہے") لفظ شیر بہادر آدمی مین مجاز ہے اور صغریٰ مین یہی مجازی معنے مراد لئے گئے ہین اور کبرے مین حقیقی معنے۔ [3] جیسے۔ قَامَتْ تُظَلِّلُنِي مِنَ الشَّمْسِ نَفْسٌ عَلَيَّ مِنْ نَفْسِي

قامت تظللني ومن عجب شمس تظللني من الشمس ✤ لفظ شمس خوبصورت آدمی مین مجاز ہے شاعر نے صغریٰ مین یہی مجازی معنی مراد لئے ہین اور کبریٰ مین حقیقی معنے اور جیسے [4] مکن در نیازی طول مانند عرض من بشنو ✤ کہ این ماقصری نامند با یہ مختصر کردن اس شعر مین لفظ قصر مشترک ہے

یا ایک مین قید معتبر ہوتی ہے اور دوسرے مین دوسری
اور کبھی یون واقع ہوتا ہے کہ صغرے مین بمعنے جمع ہوتا ہو۔
اور کبرے مین بطور تقسیم۔ یا بالعکس۔
اول کو مغالطہ جمع کہتے ہین۔ ثانی کو مغالطہ تقسیم۔
اس مغالطہ کے رفع کرنے کے واسطے ضرور یہ لحاظ رکھنا چاہیئے
کہ حداوسط کے مفہوم کے ساتھ جو جو قیود و اعتبارات ایک
مین ملحوظ ہون بعینہا وہ سب دوسرے مین بھی ملحوظ ہون مغالطہ
شرائط انتاج مین یون واقع ہوتا ہے کہ انتاج کی مذکورہ بالا
شرائط مین سے کوئی شرط فوت ہو۔
مثلاً شکل اول کا صغریٰ سالبہ ہو یا کبریٰ جزئیہ یا طبعیہ ہو وعلیٰ
ہذا القیاس۔
مغالطہ اگر حکیم (مبرہن) کا مقابل ہو تو اوس کو سوفسطائی
کہتے ہین۔ اور جدلی کا مقابل ہو تو مشاغبی۔

ضروری وصیت

تم نے شروع کتاب مین منطق کی تعریف پڑھ لی ہے۔

جس سے تمہین معلوم ہو چکا ہے کہ منطق ذہن کے سوچ کی غلطی اور صحت کی جانچ کرنے کے لئے ایک کسوٹی ہے اور یہ جو بعض آدمی خیال کرتے ہین کہ "منطق ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے مخاطب کو پیچیدہ باتون مین ڈال کر جھوٹ کو سچ کر دے سکتے ہین یا وہ اپنے علم و ذہانت کے ظاہر کرنے کا ایک آلہ ہے" یہ اُن کی غلط فہمی ہے۔

تم خوب سمجھ لو کہ منطق صرف اُون قوانین کا نام ہے۔ کہ جب تک آدمی اون کے بموجب اپنے ذہن کو کسی بات کے سوچنے مین دوڑاتا ہے۔ تب تک اوسکی سوچ صحیح اور درست اوترتی ہے اور اوس بات کی اصلیت اوسکو دریافت ہو جاتی ہے۔ اور جب اون سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو غلطی مین پڑ جاتا ہے۔

اب جب کوئی دلیل تمہارے روبرو پیش ہو تو تم اوسکو اس کسوٹی پر کس کر پہچانو کہ کھوٹی ہے یا کھری۔

اول تو اوس دلیل کو دیکھو کہ پوری مذکور ہے یا نہین۔ اگر پوری مذکور نہ ہو تو جو مقدمہ محذوف ہو اوسکو لا کر پوری بنا لو۔ پھر دیکھو کہ وہ دلیل قیاس ہے۔ یا

دلیل کو پوری بنا لینے کا یہ طریقہ ہے کہ نتیجہ دلیل کے دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اصغر ہے اور یہ اکبر ہے۔ کیونکہ نتیجہ مین یہ دونون جز ہمیشہ موجود ہوتے ہین تو دلیل مین جو مقدمہ مذکور ہے اوسکو دیکھو اگر اوس مقدمہ مین اصغر موجود ہے تو سمجھ لو کہ کبریٰ محذوف ہے۔ کبریٰ لا کر دلیل پوری کر لو (ضرب فعل ہے "پس ضرب کلمہ ہے" بیان کبریٰ ہر فعل کلمہ ہے محذوف ہے۔ اور اگر اکبر موجود ہے تو صغریٰ محذوف ہو صغریٰ لا کر دلیل پوری کر لو ہر فعل کلمہ ہے "پس ضرب کلمہ ہے" بیان صغریٰ ضرب فعل ہے [illegible] ہے [illegible]

استقراء یا تمثیل۔ اگر قیاس ہے تو اقترانی ہے۔ یا استثنائی اور اقترانی ہے۔ تو حملی یا شرطی۔ اور استثنائی ہے تو متصل یا منفصل۔ پھر ہر حالت مین دیکھو کہ انتاج کی مذکورہ بالا شرطین سب پائی جاتی ہین یا نہین۔ اور دلیل کے کل مقدمات سچے ہین یا نہین۔ اور کوئی ایسا مقدمہ جو نتیجے کا ہم معنٰے یا جس کا ثبوت خود نتیجے کے ثبوت پر موقوف ہو۔ استعمال کیا گیا ہے یا نہین۔

اور سب سے آخر مین اس سے بھی اطمینان کر لو کہ دلیل سے جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہی دعوے بھی تھا یا نہین۔

اگر دلیل ان سب جانچون مین ٹھہر جائے تو جان لو کہ اسمین کوئی منطقی نقص نہین ہے۔

ولیکن ھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ھذا المختصر۔ والحمد للہ رب العالمین۔ وصلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ خاتم النبیین شفیع المذنبین۔ اکرم الاولین والآخرین محمد والہ واصحابہ واھل بیتہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین آمین آمین آمین

ا ہر آدمی بشر ہے
اور ہر بشر جاندار ہے
تو ہر آدمی جاندار ہے
[illegible] یعنی مقدمہ
[illegible]
دیگر ثابت کئے [illegible]
اسکا نام دور ہے
پھر اگر توقف [illegible]
ہو تو دور مصرح ہے
ا صحیح ہے کیونکہ
ب صحیح ہے اور
ب صحیح ہے کیونکہ
ا صحیح ہے
اور اگر بمرتبتین یا
بمراتب ہو تو دور
مضمر اس کا نام
مصادرہ علی
المطلوب ہے
ا صحیح ہے کیونکہ
ب صحیح ہے اور
ب صحیح ہے کیونکہ
ج صحیح ہے اور ج
صحیح ہے کیونکہ
د صحیح ہے اور د
صحیح ہے کیونکہ ا
صحیح ہے ۱۲

جوہر
جسم
نامی
حجر
نامی جسم
شجر
حیوان
عاقل
صاہل
فرس
انسان
زید
بکر

هُوَ الکافی ھٰذا اما یکفیک فے
المنطق
جس میں
مسائل و مصطلحات منطقیہ اور ان کی تعریفات سلیس اور صاف اردو میں بیان کی گئی ہیں
اکثر مثالیں کلام اور فقہ کے مسائل سے دی گئی ہیں۔
مصنفہ
جناب مولوی محمد رکن الدین صاحب دانا سہسرامی
پروفیسر مدرسہ نظامیہ فرنگی محل شہر لکھنو
فاروقی کتب خانہ
بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
فون: 541809